بسمہ سبحانہ

اضافات

۱ **اذا رأیتم معاویة علیٰ منبری فاقتلوه:** فرمایا آنحضرتؐ نے اگر تم معاویہ کو منبر پر دیکھو تو اسکو قتل کرو۔ اس حدیث ایک اور طریقہ سے آئی وہ کہ اگر تم دیکھو معاویہ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھو تو اسکو قتل کرو۔ انساب الاشراف بلاذری طبع دار الفکر بیروت ج ۵ ص ۳۶ ؛ میزان الاعتدال حالات عمرو بن عبید جلد ۳ ص ۳۴۰، اسی کتاب میں حالات عباد بن یعقوب الاسدی جلد ۲ ص ۳۸۰، اسی کتاب میں حالات عبدالرزاق بن ھمام بن نافع جلد ۲ ص ۶۰۹، اسی کتاب حالات الحکم بن ظهیر الفزاری الکوفی ج اول ص ۵۷۲، لسان المیزان جلد ۲ ص ۲۴۸، سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۴۹، واقعۃ صفین ابن مزاحم ص ۲۱۶، کتاب المجروحین جلد اول ص ۱۵۷، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۹۶۔ الموضوعات ج ۲ ص ۲۵ تا ۲۷ اس حدیث کو لکھنے کے بعد مصنف ابن جوزی لکھتا ہے کہ معاویہ سے مراد معاویہ بن تابوت ہے۔ عباد ابن یعقوب کو بلاذری نے رد کیا مگر ان سے بخاری اور ترمذی اور حاکم نے حدیثیں لی ہیں۔ صحیح بخاری ج ۹ باب وحی النبی ﷺ حدیث ۴۵۴ ص ۵۳۶۔ عبدالرزاق کے بارے میں ابن عدی نے کہا علماء نے کوئی خرابی اس کے حدیث میں نہیں پائی سوائے اس کے کہ یہ شیعی رجحان رکھتا تھا اور اہل بیت پیغمبرؐ کے احادیث نقل کرتا تھا۔ اس سے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی نے ابوداؤد، ابن ماجہ نے حدیثیں لی ہیں۔ عبداللہ بن عدی متوفی ۳۶۵ھ اپنی کتاب الکامل جلد ۵ ص ۲۰۰ میں ابوسعید خدری کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا اور لکھا کہ چنانچہ دور خلافت عمر ابن خطاب میں جب معاویہ کو خطبہ دیتے ہوئے منبر پر دیکھا گیا تو عمر ابن خطاب کو خط کے ذریعہ آگاہ کیا گیا اس حدیث کے بارے میں اور اجازت مانگی معاویہ کے قتل کے لئے۔ اس اثنا میں عمر ابن خطاب کا قتل ہو گیا تھا۔ اس حدیث کے ذیل میں ابن عساکر جلد ۵۹ ص ۱۵۰ تا ۱۵۷ میں کئی طریقوں سے اس کو لکھا ہے۔

۲ **یوم۔ احد کنت اول من فاء الیٰ رسول:** عائشہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ ابوبکر نے کہا کہ بروز جنگ اُحد میں رسولؐ اللہ کے پاس بھاگ جانے کے بعد سب سے پہلے واپس آنے والوں میں تھا۔ مسند ابی داؤد باب احادیث ابی بکر ص ۳؛ فتح الباری ج ۷، ص ۲۷۸، مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۸، کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۲۵، طبقات ابن سعد باب طلحہ بن عبیداللہ ج ۳ ص ۲۸۳، البدایۃ والنھایۃ باب مقتل حمزہ ج ۴ ص ۳۳۔

۳ **اقتلوا نعثلاً فقد کفر۔** یہ عائشہ کہتی تھیں عثمان بن عفان کے بارے میں کہ اس یہودی کو قتل کر دو یہ کافر ہو گیا ہے۔
طبری واقعات ۳۶ ہجری ج ۳ ص ۴۷۷؛ الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبیہ دینوری ج ۱ ص ۵۱، ۷۲؛ ابن عساکر ترجمہ الامام الحسن ص ۱۷۶؛ النھایۃ فی غریب الحدیث ج ۵ ص ۸۰؛ لسان العرب ج ۱۱ ص ۶۷۰؛ تاج العروس ج ۸ ص ۱۴۱۔

۴ **لو لف خرقة واولج فی فرج امرأ ۃ ففیه ثلاثه اوجه لا صحابنا الثانی لا یجب الغسل لا نه اولج فی خرقه۔** اگر کپڑا لپیٹ کر عورت کی فرج میں داخل کیا جائے تو اس میں ہمارے علماء کے تین اقوال ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ غسل واجب نہیں ہوتا کیونکہ دخول کپڑے میں ہوا۔ شرح مسلم نووی جلد ۳ ص ۲۲۹ اردو۔

۵ **ان اولج بهیمة او میتة ولم ینزل لا یفسد صومه ولا یلزم الغسل۔** اگر کوئی شخص کسی جانور یا میت سے جماع کرے لیکن منزل نہ ہو تو اسکا روزہ فاسد نہیں ہوگا اور نہ ہی غسل لازم ہوگا۔ تحفۃ الفقھاء السمر قندی ج ۱ ص ۵۸ ۳ فقہ مذہب حنفیہ: فتاوی قاضیخان جلد اول کتاب الصوم فصل اول ص ۱۰۵۔

۶ **هل منکم رجل لم یقارف اللیلة۔** جب رقیہ زوجہ عثمان ابن عفان کا انتقال ہوا تو آنحضرت نے فرمایا وہ شخص قبر میں اُترے کہ جس نے آج کی رات اپنی اہلیہ سے مقاربت نہ کہ ہو پس عثمان قبر میں نہیں اُترے۔ پس ابوطلحہ نے میت کو قبر میں اُتارا۔ مصنف نے لفظ **یقارف** کے آگے فلیح بن سلیمان کی روایت کے بعد اور اتنا بڑھا دیا ہے کہ آنحضرتؐ کی مراد اُس سے جماع معصیت تھا۔ ثابت کی روایت میں یوں ہے کہ جس شخص نے رات میں اہلیہ سے مقاربت نہ کی ہو وہ قبر میں اُتارے یہ سن کر عثمان پیچھے ہٹ گئے اور طحاوی سے منقول ہے کہ لفظ **مقارف** میں تصحیف یعنی غلطی ہے گویا طحاوی عثمان سے اس فعل کو اچنبا سمجھے (کہ عثمان سے اور ایسی حرکت؟) کیونکہ اُن کے نزدیک تو عثمان پیغمبرؐ خدا کے نزدیک بڑے حریص تھے۔ ممکن ہو مرض کو طول ہوا ہو اس لئے عثمان کو جماع کی حاجت ہوئی ہو اور اسکا خیال نہ رہا ہو وہ آج ہی مر جائینگی۔ اس حدیث میں ایسی کوئی بات ایسی نہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ جماع موت کے بعد واقع ہوا یا جان کنی کی حالت میں اس کا علم اللہ کو ہے انتہیٰ۔ تاریخ صغیر امام بخاری ص ۱۱ ؛ فتح الباری کتاب الجنائز تحت **هل منکم رجل لم یقارف اللیلة** ۔ جلد سوم ص ۱۲۷

۷ حضرت عثمان خود فرماتے ہیں کہ سبب قبولیت اسلام عورتوں کا عشق تھا اور چونکہ رقیہ حسین جمیل تھیں اور اُن کا نکاح عتبہ سے ہو چکا تھا جب عتبہ نے بسبب اسلام رقیہ کو طلاق دیدی تو عثمان نے بیغام نکاح پیش کرتے وقت قبولیت سلام کا اعلان کیا۔ خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۲۸۸ سیوطی۔

۸ **نساء کم حرث لکم** عبداللہ ابن عمر نے فرمایا بیشک اس آیت سے مراد یہ ہے کہ مرد کو اختیار ہے کہ خواہ سامنے سے کرے یا پیچھے سے آیتِ مذکور سے مراد وطی فی دبر نسوان کا جواز ہے۔ فتح الباری جلد ۸ ص ۱۴۰ ؛ الدر منثور ج ۱ ص ۱۶۶۔ جامع البیان طبری جلد ۲ ص ۵۳۶۔

۹ **سئلت مالک بن انس عن وطی حلایل فی الدبر فقال مالک لی الساعة غسلت راسی منه۔** خطیب سے روایت ہے وہ یہ کہتے ہیں زجانی نے کہا میں نے امام مالک سے **وطی فی دبر نسوان** کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا

میں نے ایسا ہی فعل کیا اور سر سے غسل کیا۔ احکام القران ابی بکر ج ۱ ص ۴۳۶

۱۰ **وطیٔ المرأة فی الدبر فانه لا یثبت حرمة المصاهرة وهوالا صح**۔ اگر وطی کرے عورت کے دبر میں تو اُس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ وہ محل حرمت نہیں اُس کا اثر بھی اولاد تک نہیں پہنچتا ......انتہیٰ یعنی یہ کہ وطی کی گئی عورت کی ماں، بہن، بیٹی سے نکاح جائز ہے۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق کتاب النکاح فصل الحرمات ج ۳ ص ۱۷۵۔ طبع دار علمیہ بیروت۔

۱۱ ایک دن ابن ابی ملیکہ سے وطی فی دبر نسوان کا سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے خود ایک باکرہ لڑکی سے ارادہ کیا تھا جب دخول دشوار ہوا تو روغن سے مدد لیا۔ تفسیر در المنثور سیوطی جلد اول ص ۲۶۶

۱۲ **وان اولج الحشفة فی القبل والدبر ملفوفة**: اگر حشفہ پر کپڑا لپیٹ کر قبل یا دبر میں داخل کیا جائے تو اگر داخل کرنے والے کو لذت حاصل ہوگی تو غسل واجب ہوگا ورنہ غسل واجب نہیں۔ درمختار جلد اول ص ۱۷۸ (فقہ حنفیہ)

۱۳ سفینہ صحابی سے کسی نے پوچھا کہ بنی مروان گمان کرتے ہیں علیؑ جانشین رسولؐ (خلیفہ رسولؐ) نہیں تھے تو انہوں نے کہا کہ **بنی الزرقا** اپنے اسفل کہ طرح جھوٹ بولے یعنی بنی مروان کی دادی زرقا نامی فاحشہ صاحب رایت زنا تھی۔ سنن ابوداؤد کتاب السنة باب خلفاء جلد ۲ ص ۴۰۱۔

۱۴ ابن انس نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ عمر ابن خطاب نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور کہا رجم میں شک نہ کرو کیونکہ وہ حق ہے آنحضرتؐ نے بھی رجم کیا ہے اور ابوبکر نے بھی کیا ہے اور میں نے بھی اور میرا ارادہ ہوا کہ اُسے مصحف میں لکھ دوں۔ پس ابی بن کعب سے آیہ رجم کے باب میں سوال یعنی مشورہ کیا گیا تو ابی نے کہا تم میرے پاس اے عمر نہیں آیا کرتے تھے جب میں آنحضرتؐ کے سامنے اس آیت کو پڑھتا تھا کہ تم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تم رسولؐ اللہ کو آیہ رجم سناتے ہو حالانکہ لوگ گدھوں کی طرح (یعنی کثرت سے زنا کے مرتکب ہوتے تھے) **تسافد الحمر** جفتیاں کرتے ہیں۔ درالمنثور جلد ۵ ص ۱۸۰؛ فتح الباری ج ۱۲ ص ص ۱۲۷۔

۱۵ ابوہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم لڑکوں کو نہ گھورا کرو کیونکہ اُنکا فتنہ دوشیزہ لڑکیوں کے فتنہ سے زیادہ ہے اور عبدالقیس کا وفد آنحضرتؐ کے پاس آیا تو اُن میں ایک لڑکا بہت خوبصورت تھا آنحضرتؐ نے اُس لڑکے کو اپنی پشت کے پیچھے بٹھالیا (لوگوں کی نظروں سے اُس کو چھپایا)۔ المغنی جلد ۷ ص ۴۶۳؛ شرح الکبیر ج ۷ ص ۳۵۰۔

۱۶ آنحضرتؐ نے منع فرمایا کہ مرد کسی لڑکے کی جانب نظر جما کر نہ دیکھے۔ میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۲۷، الکامل ابن عدی ج ۷ ص ۹۶؛ لسان

المیز ان ج ٦ ص ۲۱۳۔

۱۷ ایک دن مامون رشید نے عمر ابن خطاب کے قول منع متعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا اے بھینگے (عمر ابن خطاب) تو کون ہے جس کو رسولؐ نے جاری کیا تو اُس سے لوگوں کو روکتا ہے۔ **من انت یا احول تنھی عما فعل النبی** ﷺ۔تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۲۰۹۔تاریخ بغداد ابن عساکر جلد ٦۴ ص ۷۱۔تہذیب الکمال المزی جلد ۳۱ ص ۲۱۴۔

۱۸ سعید ابن مسیّب سے روایت کہ ثقیف کے لوگوں نے عمر ابن خطاب کی تواضع شراب سے کہ آپ نے طلب فرمایا جب منہ کے پاس لے گئے تو اُبکائی آئی پس آپ نے اُس کی تیزی کو (**کرہ فکسرہ**) پانی سے توڑا اور فرمایا تم لوگ ایسا ہی کیا کرو۔سنن نسائی کتاب الاشربہ ج ۸ ص ۳۲٦

۱۹ ہمام بن الحرث نے عمر سے روایت کی ہے کہ ایک سفر میں اُن کے پاس نبیذ لائی گئی تو انہوں نے پیکر منہ بنایا اور کہا طائف کی نبیذ بہت تیز ہوتی ہے پھر پانی منگا کر اور اُس میں ڈال کر پیا۔فتح الباری جلد ۱۰ ص ۳۴

۲۰ سعید بن ذی لعوۃ نے عمر ابن خطاب کی سفری صراحی سے پیا تو وہ مست ہوگیا پس عمر نے اُسے مارنا شروع کیا اُس نے کہا کہ میں نے تو آپ کی ہی صراحی سے پیا ہے تو عمر نے کہا ہم نے تو تجھے مست ہوجانے کے سبب مارا ہے **انہ شرب من سطیحۃ لعمر فسکر فجلدہ عمر قال انما شربت من سطیحتک قال اضربک علی السکر**۔فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۴؛ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۳۴؛ المحلی ابن حزم جلد ۷ ص ۴۸٦۔شرح المعانی الآثار جلد ۴ ص ۲۱۸ احمد بن محمد بن سلمۃ متوفی ۳۲۱ھ؛المستفاد ابن النجار متوفی ٦۴۲ھ جلد ص ٦۲۔

۲۱ سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ عمر ابن خطاب اپنے صحابہ کے پاس آئے اور کہا کہ تم مجھ کو کیا فتویٰ دیتے ہو جو کام میں نے آج کیا ہے لوگوں نے پوچھا وہ کیا کام۔تو آپ نے کہا ایک کنواری جارہی تھی اُس نے مجھے لبھالیا میں اُس پر چڑھ بیٹھا حالانکہ میں روزہ دار ہوں پس صحابہ کو یہ واقعہ سنکر تعجب ہوا۔طبقات ابن سعد جلد ص ۸۳ ۱۳ اردو نفیس اکیڈمی؛ کنز العمال جلد ۸ ص ٦۰۰ حدیث ۲۴۳۲۹؛ انساب الاشراف بلاذری جلد دوم ص ۴۰۳۔

۲۲ بغوی وغیرہ جو مشاہیر اہلحدیث سے ہیں اُنہوں نے عمر ابن خطاب سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے مجھے (یعنی عمر کو) ایستادہ کھڑے ہوکر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا **لا تبل قائما** اے عمر! ایستادہ پیشاب نہ کیا کر اور ابوبکر نے یسار بن نمیر سے روایت کی ہے کہ عمر ابن خطاب پیشاب کرتے تو دیوار یا پتھر سے چھولتے تھے اور پانی سے استنجا نہ کرتے۔شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ علماء اہلسنت کا اسپر اجماع ہے کہ (ایستادہ

پیشاب کرنا یا دیوار و پتھر سے مسح کرنے کا جواز کی) کوئی حدیث رسولؐ نہیں اور بیشک گوبر سے استنجا کرنا عمر ابن خطاب کا قیاسی مذہب ہے۔ مستدرک الصحیحین جلد اول ص ۱۸۵؛ صحیح ابن حبان جلد ۴ ص ۲۷۱؛ کنز العمال ج ۹ ص ۵۱۸؛ المصنف ابن ابی شیبہ جلد ا ص ۲۷؛ ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ محدث مقصد دوم ذکر سنن آداب الخلاء عمر ص ۸۷۔

۲۳ عمر ابن خطاب اپنے زمانۂ خلافت میں توریت سننے کے لئے یہودیوں کے پاس جاتے تھے۔ فتح الباری ج ۸ ص ۱۲۶؛ تفسیر جلالین سورۂ بقر ص ۲۷۔ اتقان سیوطی ج ا ص ۱۵، الفاروق شبلی نعمانی ص ۳۷۳۔

۲۴ ذکر بن عامر و بنی ہوزان و بنی سلیم کے بیان میں ہے کہ دور ابوبکر میں خالد بن ولید نے ان قبائل کے بعض کو قتل کیا اور بعض کو مثلہ کیا یعنی ناک کان ہاتھ پاؤں قطع کرا کے مار ڈالا اور بعض کو جلا ڈالا اور بعض کو پتھروں سے کچلوا کر مار ڈالا اور بعض کو پہاڑ پر سے گرا کر مار ڈالا اور بعض کو پانی میں ڈبو کر۔ تاریخ کامل ابن اثیر جزری (اردو) ج ۸ ص ۶۹

۲۵ ابوبکر نے فجا کو صحابہ کے سامنے جلا کر مار ڈالا **وقد حرق ابوبکر الفجاء بحضرة الصحابه** ۔ فتح الباری جلد ۶ س ۱۰۵

۲۶ دور یزید میں وقعۂ حرّہ کہ مدینہ لوٹا گیا اور ایک ہزار باکرہ کی عزت لوٹی گئی۔ لوگوں نے اپنی ماں بہنوں اور بیٹیوں سے جماع کیا اور شرابیں پی گئیں اور نماز ترک کر دی گئی۔ طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۶۶ حالات عبداللہ بن حنظلہ؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲۷ ص ۴۲۹؛ تاریخ الخلفاء سیوطی۔

۲۷ جناب علیؑ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن پیغمبرؐ خدا رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں روتے ہیں آنحضرتؐ ارشاد فرمایا کہ لوگوں کے دلوں میں تمہاری طرف سے کینہ ہے وہ اسکو ظاہر نہیں کریں گے مگر میرے بعد۔ تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۳۹۳؛ تاریخ ابن عساکر ۴۲ ص ۳۲۲۔ ۳۲۳؛ الکامل عبداللہ بن عدی جلد ۷ ص ۱۷۳؛ مسند ابی یعلی ج ا ص ۴۲۷۔

۲۸ ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپؐ ابوبکر کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے آنحضرتؐ نے منہ پھیر لیا میں یہ سمجھا کہ یہ بات پسند نہیں میں نے عمر کا نام لیا آپؐ نے منہ پھیر لیا میں یہ سمجھا کہ یہ بھی آپ کو ناگوار ہوا پھر میں نے کہا آپ علیؑ کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم علی کی اطاعت کرو گے تو تم کو جنت میں داخل کریں گے۔ الهدیٰ والرشاد الصالحی الشامی جلد ۱۱ ص ۲۵۰؛ المعجم الکبیر طبرانی جلد ۱۰ ص ۶۷؛ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۳۰۵۔

۲۹ فرمایا رسولؐ اکرم نے کہ اگر تم علیؑ کو خلیفہ بناؤ گے مگر تم ایسا کرنیوالے نہیں ہو تو علیؑ کو ہادی اور مہدی پاؤ گے اور راہ مستقیم پر سیدھا چلانے والا پاؤ گے مسند احمد ابن حنبل جلد اول ص ۱۰۹؛ مستدرک الصحیحین حاکم جلد ۳ ص ۷۰؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۳۰؛ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۷۶۔

۳۰ حاکم نے جناب علیؑ سے روایت کہ ہے کہ انہوں نے کہا فرمایا آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت تم سے میرے بعد بے وفائی کرے گی حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے اُنہوں نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ! تم کو میرے بعد بہت سی مصیبتیں پیش آئیں گی۔ مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۴۰؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲ ۴ ص ۷ ۴ ۴؛ تذکرۃ الحفاظ (اردو) جلد ۳ ص ۶۷۲۔ ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص ۲۷۵ شاہ ولی اللہ محدث۔

۳۱ عائشہ نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ یوم اُحد سے بڑھ کر بھی آپؐ پر کوئی مصیبت پڑی ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا تیری قوم کی طرف سے جو مصائب پڑے ہیں اُن کو میرا دل ہی جانتا ہے سب سے زیادہ مصیبت کا دن عقبہ کا تھا (جہاں رسولؐ اکرم کو پتھر گرا کر شہید کرنے کا اقدام ہوا تھا)۔ صحیح بخاری کتاب بدأالخلق جلد ۴ ص ۸۳ (عربی)؛ صحیح مسلم کتاب الجهاد والسير باب من اذا المشركين والمنافقين ج ۵ ص ۱۸۱۔

۳۲ **یا ایھا الذین امنو من یرتدمنکم عن دینه۔** سورۃ مائدہ آیت ۵۴ کی تفسیر میں ہے کہ جب عمر ابن خطاب نے پوچھا یا رسولؐ اللہ کیا ہم لوگ اور ہماری قوم اس آیت کے مصداق ہیں آپ نے یہ اشارہ کیا ابوموسیٰ اشعری کی طرف اور فرمایا یہ اور اس کی قوم۔ در المنثور سیوطی جلد دوم ص ۲۹۲۔

۳۴ محمدؓ ابن ابی بکر نے معاویہ کو جو خط لکھا اے معاویہ تو لعین ابن لعین تم اور تمہارا باپ ہمیشہ رسولؐ اللہ سے لڑتے رہے اور نور خدا کو بجھانے کی کوشش کرتے رہے اسی حال میں تیرا باپ مر گیا اور تو اُس کا جانشین اور نمونہ بنا ہے اسی گروہ کے بچے ہوئے لوگ تیرے پاس جمع ہیں۔ اس کے جواب میں معاویہ نے لکھا کہ اگر کسی نے علیؑ کے حق کو غصب کیا ہے تو تیرا باپ ہے اور فاروق ہے ہم تو انہی کی سنت پر چل رہے ہیں۔ ہم اور تیرا باپ (ابوبکر) علیؑ ابن ابی طالب کے حق کو جانتے تھے۔ جب رسولؐ اللہ فوت ہوئے تو تیرا باپ اور فاروق پہلے شخص ہیں جنھوں نے علیؑ کے حق کو چھینا اور اُس کی مخالفت کی۔ تاریخ مروج الذہب مسعودی اردو ج سوم ص ۳۴ تا ۳۵۔ وقعۃ صفین ابن مزاحم متوفی ۲۱۲ ھ ص ۱۱۹؛ انساب الاشراف البلاذری جلد سوم ص ۱۶۶۔ ۱۶۷؛ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم۔

۳۵ ابوسعید خدریؓ اور جابرؓ انصاری سے روایت ہے کہ ہم لوگ منافق کو بغضِ علیؑ سے پہچان لیتے تھے۔ ترمذی جلد ۲ ص ۶۸۰؛ تاریخ ابن

عساکر ج ۴۴ ص ۲۸۵ تا ۲۸۷؛ شواہد التنزیل ج ۲ ص ۲۴۹؛ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۳۲۔

۳۶ جب آنحضرتؐ نے عمر ابن خطاب کے آنے کی خبر سُنی تو خود باہر تشریف لے آئے اور عمر کا گریبان پکڑا ایک جھٹکا دیا کہ عمر زانو کے بل گر پڑے آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمر تو جب تک باز نہ آئے گا جب تک اللہ تیرے حق میں بھی وہی نازل نہ کرے جو کہ ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوا تھا رسوائی اور عذاب **مثل ما انزل بالولید بن المغیرة یعنی الخزی والنکال**۔طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۶۹ باب اسلام عمر (عربی) اردو ھ ۳ س ۵۶؛ تاریخ الخلفاء اردو ص ۱۱۴؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۰۹؛ تاریخ ابن عساکر جلد ۴۴ ص ۳۵؛ صفة الصفوة ابن جوزی ج ۱ ص ۲۶۹۔سورہ القلم کی آیت ۱۰ تا ۱۶ جمہور علماء کا قول ہے کہ یہ ولید (خالد بن ولید کے باپ) کے بارے میں نازل ہوئیں تھیں جس میں اس کے ولد الزنا جھوٹے مکار اور خبیث ہونے کا ذکر ہے۔تفسیر قرطبی ج ۱۸ ص ۲۳۴؛ تفسیر اشرف تھانوی۔تفسیر جلالین؛ تفسیر عثمانی (تفسیر سورہ قلم) میں ایسے دس صفات بیان کئے گئے ہیں جو ولید بن مغیرہ میں موجود تھے۔

۳۷ **أجبار فی الجاهلية و خوّار فی الاسلام**۔ابو بکر نے یہ عمر سے کہا کہ تو جہالت کے زمانے میں بڑا سرکش تھا اور اسلام لانے کے بعد ناتواں اور کمزور۔کنز العمال ج ۶ ص ۵۲۷، ج ۱۲ ص ۴۹۴؛ درمنثور ج ۳ ص ۲۴۱؛ النهاية فی غریب الحدیث ج ۲ ص ۸۷؛ من حیات خلیفه عمر ابن خطاب مصنف عبدالرحمٰن احمد البکری ص ۳۲۸ بحوالہ فتوحات اسلامیہ ج ۱ ص ۶، حیاة الحیوان الدمیری ج ۱ ص ۴۵۔ ص ۱۴۸۔

۳۸ جو شخص ایسی عورت سے نکاح کر کے وطی کرے جس سے نکاح کرنا جائز نہیں تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اُس پر حد نہیں۔حاشیہ درمختار ج ۴ ص ۱۸۷

۳۹ جو نکاح بسبب حرمت محل حرام ہیں جیسے بھائی باپ وغیرہ تو جائز ہے اور مشائخ عراق نے کہا ایسا نکاح جائز فاسد ہوگا ور پہلا قول جواز نکاح محارم کا صحیح ہے پس اگر مرد پر عورت کا نفقہ واجب ہوگا اور جو کوئی اسکو زانی کہے گا اُس حد قذف جاری کی جائے گی۔غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار اردو جلد دوم ص ۱۷۔

۴۰ عمداً محارم سے نکاح کر کے جماع کرے تو اُس پر حد ساقط ہو جاتی ہے۔حاشیہ الدسوقی امام حنبل جلد ۲ ص ۲۵۰۔

۴۱ **وقال المالک والشافعی وابو ثور و غیرهم لا اثر الوطی الزنا بل الزانی یتزوج امرأة المزنی بها او بنتها بل زاد الشافعی فجوز نکاح البنت المتولدة من مائه بالزناء** مالک و امام شافعی وابوثور وغیرہ نے کہا کہ وطی زنا کا کوئی اثر نہیں بلکہ زانی اگر چاہے تو مزنیہ کی ماں سے یا اُس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور امام شافعی نے یہ بات اور بڑھا دی کہ زانی کو جائز

ہے کہ اپنی حقیقی بیٹی سے بھی نکاح کرسکتا ہے جو اُس نے زنا سے جنوائی ہے۔شرح صحیح مسلم نووَی کتاب الرضاء ج ۱۰ ص ۴۰۔الاقناع موسیٰ الحجاوی شافعی جلد ۲ ص ۹۷ تفسیر کبیر جلد ثالث سورۂ نساء ص ۱۸۴۔

۴۲ دارالحرب (جہاں مسلم اور کافر میں لڑائی) ہو رہی ہو اُوقت کی نماز اور روزہ کی قضا ادا کرنا واجب نہیں ہے۔المغنی جلد اول ص ۷۴۶

۴۳ امام شافعی نے کہا کہ کسی نے اپنی ماں سے نکاح کر کے جمع کیا تو اُس کے لئے رجم ہے ابوحنیفہ نے کہا اُس پر کوئی حد نہیں۔المغنی ج ۱۰ ص ۲۱۸؛ المبسوط السرخسی ج ۵ ص ۹۲

۴۴ فضیلت اجماع میں ہے کہ اجماع سے قرآن وحدیث دونوں منسوخ ہونا جائز ہے۔البحر الرائق شرح کنزالدقائق حنفی جلد ۹ ص ۷۴۔

۴۵ قاضی یحیٰی نے ایک شخص سے جو اُن کا بے تکلف دوست تھا اُس پوچھا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں تو اُس شخص نے کہا قاضی کو علت اُبنہ ہے قاضی مسکرائے اور کہا کہ اسکے خلاف بھی مشہور ہے یعنی اغلام۔تاریخ بغداد ج ۶ ص ۲۴۳؛ دفیات الاعیان ابن خلکان ج ۶ ص ۱۷۱۔

۴۶ ابن عباس نے یہ شعر اس وقت کہے جب عائشہ نے امام حسنؑ کو پہلو رسولؐ میں دفن کرنے کے خلاف خچر پر سوار ہو کر باہر آئیں۔ایک وقت اونٹ پر نکلیں (جمل میں) آج خچر پر اور اب آیندہ ہاتھی پر نکلنے کا باقی ہے۔وضوالنبی شہرستانی جلد ا ص ۲۳۶۔الایضاح فضل بن شاذانؒ ص ۲۶۲ متوفی ۲۶۰

تجملتِ، تبلغتِ ولو عشتِ تفیلتِ
لک التسع من الثمن، و بالکل تصرفت

۴۷ عفیف الکندی کی روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ زمانہ جاہلیت میں مکہ آیا اور عباس ابن عبدالمطلب کے ہاں مہمان ہوا۔میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا ایک جوان شخص وہاں آیا،اُس نے آسمان کو دیکھا کعبہ کی سمت بڑھ کر اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔فوراً ہی ایک لڑکا اُس کی داہنی سمت آ کر کھڑا ہوا اس کے بعد ہی ایک عورت آ کر دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگئی۔اس جوان نے رکوع کیا اس کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔جوان نے سر اُٹھایا ان دونوں نے بھی سر اُٹھایا پھر وہ سجدے میں گیا وہ دونوں سجدے میں گئے۔میں نے عباس سے کہا یہ تو کوئی اہم بات ہے۔اُنہوں نے کہا بیشک جانتے ہو یہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔انہوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے؟ میں ے کہا نہیں جانتا۔انہوں نے کہا یہ علیؑ ابن ابی طالب بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے؟

میں نے کہانہیں۔انہوں نے کہا یہ خدیجہؑ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور اُس نے مجھ سے کہا کہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور اس بات کو جو تم دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے اس کے راوی عفیف نے کہا کہ میرے دل میں اسلام راسخ ہوا اور میں نے دعا کی کہ کاش میں چوتھا ہوتا ان میں شامل ہوتا۔تاریخ طبری حصہ اول ص ۸۲ نفیس اکیڈمی اردو؛ تاریخ طبری عربی جلد ۲ ص ۵۶؛ التاریخ الکبیر بخاری جلد ۷ ص ۷۴؛ مستدرک الصحیحین جلد ۳ ص ۱۸۳؛ مجمع الزوائد الھیثمی جلد ۹ ص ۲۲۳۔

۴۸ عباد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے خود علیؑ کو بیان کرتے سُنا۔میں اللہ کا بندہ ہوں، اُس کے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق الاکبر ہوں میرے بعد جو اس قسم کا ادعا کرے گا وہ جھوٹا اور مفتری ہوگا۔میں نے دوسرے لوگوں سے سات سال قبل رسولؐ اللہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ تاریخ طبری حصہ اول ص ۸۲ نفیس اکیڈمی اردو؛ تاریخ طبری عربی جلد ۲ ص ۵۶؛ التاریخ الکبیر بخاری جلد ۴ ص ۲۳؛ تاریخ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۳۳ تہذیب التھذیب جلد ۴ ص ۱۷۹؛ الانساب الاشراف البلاذری جلد دوم ص ۳۷۹ طبع دارالفکر بیروت۔

۴۹ کنزالدقائق کی تالیف امام عبداللہ بن احمد محمود نسفی نے کی اور اس کا فارسی ترجمہ اہل اللہ برادر شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے کی اور اسکا اردو ترجمہ احسن المسائل کے عنوان سے اور تحفۃ العجم کے نام سے کیا گیا۔چنانچہ احسن المسائل مترجم محمد احسن صدیقی نانوتوی نے صفحہ ۴۴ باب ''نماز پڑھنے کی کیفیت میں'' میں لکھا ہے کہ ''نماز کے شروع میں اللہ اکبر تکبیر الحرام کی جگہ فارسی میں ''اللہ بزرگ است'' کہا جائے تو نماز درست اور یہی حال نماز میں قرات قرآن میں بھی ہے عربی کے بدلے فارسی میں سورہ حمد اور دیگر سورہ پڑھا جاسکتا ہے۔اور دوسرا سورہ میں تین آیتیں بھی پڑھ لے تو کافی ہے۔صفحہ ۵۲ میں تحریر ہے کہ گنوار، فاسق معلن (جو بدکاری میں مشہور ہو) اور بدعتی (جو مذہب اہل سنت کے خلاف رکھتا ہو) اور اندھا، حرام زادہ کے پیچھے نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے۔اس کتاب کے صفحہ ۵۴ میں ہے کہ اگر نمازی کا وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرے اور جس جگہ سے نماز چھوڑی تھی وہاں سے شروع کرے۔اگر قیام میں چھوڑا تھا تو قیام سے اگر رکوع میں چھوڑا تھا اسی رکوع سے شروع کریں علیٰ ہذا القیاس نئے سرے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

۵۰ عبدالقادر جیلانی جن کو عقیدت مند محبوب سبحانی اور غوث اعظم، دستگیر اور نامعلوم کیا کیا مانتے ہیں اپنی کتاب غنیۃ الطالبین طبع مکتبہ ابراہیمیہ لاہور کے صفحہ ۱۸۲ پر تہتر فرقوں کا بیان کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ ''اصل میں یہ تہتر (۷۳) گروہ دس گروہ ہیں۔(۱) اہل سنت، (۲) خارجی، (۳) شیعہ (۴) معتزلہ، (۵) مرجیہ (۶) مُشَبّہَہ، (۷) جہمیہ، (۸) ضراریہ، (۹) بخاریہ، (۱۰) کلابیہ۔پس اہل سنت ایک ہی گروہ ہے اور خارجی فرقے میں ۱۵ فرقے ہیں اور معتزلہ میں ۶ فرقے ہیں اور بارہ فرقے مرجیہ میں ہیں اور ۳۲ فرقے شیعہ کے ہیں جہمیہ، بخاری، ضراریہ، کلابیہ ہر ایک اُن میں ایک ایک گروہ ہے اور تین گروہ اہل مُشَبّہَہ کے ہیں۔پس یہ سب ملا کر تہتر فرقے ہوئے جیسا کے رسولؐ اکرم نے اُنکی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ صرف ایک گروہ ہی نجات پانے والا ہے وہ ہے اہل سنت والجماعت کا''۔اس کتاب کے صفحہ ۱۹۳ میں عبد القادر جیلانی ''محبوب سبحانی، پیران پیر'' لکھتے ہیں کے مرجیہ فرقہ میں بارہ فرقے ہیں '' جہمیہ، صالحیہ، شمریہ، یونسیہ، یونانیہ، بخاریہ،

غیلانیہ،شیلبیہ،حنفیہ،معاذیہ،مرسیہ، کرامیہ۔اسکے بعدصفحہ ۱۹۴ حنفیہ کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ یہ حنفیہ امام بوحنیفہ نعمان بن ثابت کے پیروکار ہیں۔چنانچہ بر بنائے عبدالقادر جیلانی (۱) حنفیہ فرقہ اہل سنت میں سے نہیں ہے،(۲) اور چونکہ صرف اہل سنت ہی جنتی ہیں اورنجات پانے والے ہیں لہذا حنفیہ فرقہ جنتی نہیں ہیں۔غنیۃ الطالبین طبع مکتبہ براہیمیہ لاہور ص ۱۸۲۔ ۱۹۳

۵۱ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کی روایت ہے کہ اگر کوئی باوضو سو جائے اور پھر جاگے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں۔ (سنن ابوداؤد جلداول ص ۱۱۵ تا ۱۱۶)۔

۵۲ عبداللہ ابن عمر حالت نماز میں جوئیں مارا کرتے تھے بعض اوقات جوؤں کے خون کے نشانات اُن کی انگلیوں پر ہوتے تھے۔(احیاالعلوم الدین الغزالی جلداول ص ۳۴۳۔دارالاشاعت کراچی)۔

۵۳ عبداللہ ابن عمر چھ ماہ تک آذربائجان میں مقیم رہے اور وہاں چھ ماہ تک نماز قصر کر کے پڑھتے رہے۔غنیۃ الطالبین مصنف ''غوث اعظم ''عبدلقادر جیلانی ص ۶۲۰۔مکتبہ ابراہیمیہ لاہور)

۵۴ اسی کتاب کے صفحہ ۵۳۴ میں عبداللہ ابن عمر کے والد عمر ابن خطاب کا ایک وقعہ قابل ذکر ہے کہ ابوسعید خدری صحابی رسولؐ اکرم کہتے ہیں'' میں عمر ابن خطاب کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں آپ کے ساتھ حج کو گیا عمر ابن خطاب مسجد میں آئے اور حجر اسود کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور پھر حجر اسود سے مخاطب کر کے کہا کہ ہر صورت میں تو پتھر ہے نہ کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ضرر اگر میں رسولؐ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا۔حضرت علیؑ نے فرمایا'' ایسا نہ کہو۔یہ پتھر نقصان بھی دے سکتا ہے اور نفع بھی مگر نفع اور نقصان اللہ کے حکم سے ہے۔**اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس کو سمجھا ہوتا تو ہمارے سامنے ایسا نہ کہتے**۔عمر ابن خطاب نے کہا اے ابوالحسنؑ آپ ہی فرمائے کہ قرآن میں اس کی کیا تعریف ہے۔حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے حضرت آدم کی صلب سے اولاد پیدا کی تو اُنہیں اپنی جانوں پر گواہ کیا اور سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں اس کے جواب میں سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا پیدا کرنے والا اور پروردگار ہے۔پس اللہ تعالی نے اس اقرار کو لکھ لیا اور اس کے بعد اس پتھر کو بلایا اور اس صحیفے کو اس کی پیٹ میں بطور امانت کے رکھ دیا پس یہ وہی پتھر اس جگہ اللہ کا امین ہے تا کہ قیامت کے دن یہ گواہی دے کہ وعدہ وفا ہوا یا نہیں'' اس کے بعد عمر ابن خطاب نے کہا'' اے ابوالحسنؑ! آپ کے سینے کو اللہ نے علم اور اسرار کا خزینہ بنا دیا ہے''۔

۵۵ لوگ عثمان بن عفان کو قرآن جلانے والا کہتے تھے۔ **حراق المصاحف** تفسیر قرطبی ج ا ص ۵۴؛ سیر اعلام النبلاء الذہبی ج ۲ ص

۴۴۱؛تاریخ المدینة ج۳ص۹۹۵اور۹۹۶۔

۵۶ عائشہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان قتل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ اُنہیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کر دیا (یعنی پہلے گندے تھے اور اب پاک صاف ہوگئے تھے) ان کو مینڈھے کی طرح ذبح کر دیا۔مسروق نے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے آپ نے لوگوں کو لکھ کر اُن پر خروج کرنے کا حکم دیا۔عائشہ نے قسم کھائی کہ میں نے ایک لفظ نہیں لکھا۔اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ عائشہ کے حکم سے لکھا گیا تھا کہ عثمان پر خروج کیا جائے۔طبقات ابن سعد (اردو) جلد دوم ص۱۷۷۔انساب الاشراف جلد۶ ص۲۲۷۔

۵۷ جب عثمان کے قتل کی اطلاع عائشہ کو ملی تو انہوں نے روتے ہوئے کہا عثمان پر اللہ رحم کرے وہ قتل ہوگئے۔حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا تم ہی لوگوں کو اُن کے (عثمان) کے خلاف ورغلاتی تھیں اور آج رو رہی ہو۔فقال لها عمار یاسر: **أنت بالأمس تحرضين عليه ثمـ أنت اليوم تبكينه**۔الامامة والسیاسة دینوری جلد اول ص۷۴اور ص۶۶؛ انساب الاشراف البلاذری ج۵ص۷۰، ۷۵،۹۱؛طبقات ابن سعد طبع لیدن ج۵ص۲۵؛طبری ص۵:۱۴۰،۱۶۶،۱۷۲،۱۷۶۔اور ایک روایت ہے کہ یہ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ نے فرمایا تھا شرح نہج البلاغۃ جلد ص۲۱۷۔

۵۸ جب عثمان محصور ہوگئے تو عائشہ نے حج کو ارادہ کیا مروان،زید بن ثابت اور دیگر لوگ عائشہ کے پاس آئے اور کہا آپ (عائشہ) حج کا ارادہ ملتوی کر دیتیں تو بہتر ہوتا اس لئے کہ آپ دیکھ رہی ہیں امیر المومنین (عثمان) محصور ہیں اور آپ کی موجودگی میں ان سے محاصرہ دور ہو جائے گا۔اس پر عائشہ نے کہا میں اپنی سواری میں بیٹھ چکی ہوں میں اب رو کنے والی نہیں۔انہوں نے پھر درخواست کی عائشہ نے وہی جواب دیا اس پر مروان نے کہا: **وحرق قيس على البلاد:: حتىٰ اذا ما استعرت اجذنا** یعنی قیس نے شہروں کو آگ لگا دی یہاں تک کہ جب آگ بھڑک جائیگی تو اسے بجھا دے گا۔(یعنی خود ہی آگ لگایا اور خود ہی بجھائے گا)۔اس پر عائشہ نے کہا اس اشعار کو مجھ پر صادق کرنے والے اگر تمہارے اور تمہارے ان ساتھی (عثمان) کے جن کے معاملے نے تمہیں مشقت میں ڈالا ہے دونوں کے پاؤں میں اگر چکی بندھی ہو اور تم دونوں کو میں سمندر میں ڈوبتا ہوا دیکھوں تب بھی مجھے مکہ جانا پسند ہے۔طبقات ابن سعد (ج۵ص۵۴اردو)؛عربی ج۵ص۷۳ ؛تاریخ مدینہ عمر بن شبہ النمیری متوفی ۲۶۲ھ ص۱۱۷۲؛

۵۹ مرہ،نہر مرہ کو کھدوانیکے لئے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے پاس آئے اور آپ سے درخواست کی کہ زیاد جو اُس وقت بصرہ کا حاکم تھا ایک خط لکھیں تا کہ وہ نہر کھدوانے کا کام کر دیں۔عبدالرحمٰن نے خط لکھنا شروع کیا کہ یہ خط عبدالرحمٰن کی طرف سے زیاد کو بھیجا جا رہا ہے اور ان کا نسب ابوسفیان سے ثابت نہیں۔مرہ بولے کہ یہ خط تو لیکر نہیں جا سکتا کیونکہ یہ خط بجائے فائدہ کے نقصان پہنچائے گا۔ پھر مرہ عائشہ کے پاس آئے تو عائشہ نے لکھا یہ خط ام المومنین عائشہ کی طرف سے زیاد بن ابوسفیان کی طرف بھیجا جا رہا ہے۔پھر جب مرہ یہ خط لیکر زیاد کے پاس گئے تو زیاد نے کہا یہ خط لیکر تم کل

آنا۔ جب مرہ دوسرے دن آئے تو زیاد نے اورلوگوں کو جمع رکھا تھااورزیاد نے اپنے غلام سے کہا خط پڑھوتو غلام نے خط پڑھنا شروع کیا یعنی **من عائشة ام المؤمنين الیٰ زياد بن ابوسفيان**۔ زیاد نے خوش ہوکراُن کی ضرورت پوری کردی۔ طبقات ابن سعد اردو ج ۷ ص ۱۱۴ حالات زیاد بن ابوسفیان۔

۶۰ ابوجعفرمحمدابن احمد ترمذی الفقیہ الشافعی متوفی ۲۹۵ھ کی حالات میں ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابوحنیفہ کی فقہ سیکھی ہےاور جس سال میں حج کیا میں نے آنحضرتؐ کو مدینہ کی مسجد میں دیکھا تو میں نے پوچھا یارسول اللہ! میں ابوحنیفہ کے اقوال کا فقیہ ہوں کیا میں اس سے وابستہ رہوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ پھر میں نے پوچھا کیا امام مالک بن انس کے قول سے وابستہ رہوں آپؐ نے فرمایا جو میری سنت کے موافق ہواس کو لے لو۔ میں نے پوچھا کیا امام شافعی کے قول سے وابستہ رہوں؟ آپ نے فرمایا اُس کا قول میرا قول نہیں ہے مگر وہ میری سنت کو پکڑے ہوئے ہے اور میری سنت کے مخالفین کو جواب دیا ہے۔ تاریخ ابن خلکان حصہ چہارم ص ۵۰۷ حالات ترمذی۔

۶۱ **انا بشرولست بخيرمن احد منكم فراعونی فاذا رأيتمونی استقمت فاتبعونی وان رأيتمونی زغت فقومونی واعلموا ان لی شيطانا يعترينی فاذا رأيتمونی غضبت فاجتبونی لا اوثر فی اشعاركم و ابشاركم** ۔ یہ ابوبکر نے خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے" کہا کہ آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہٰذا میری رعایت کرو جب مجھے دیکھو راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں تیڑھا ہوگیا ہوں تو سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں تمہارے بالوں اور کھالوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا"۔ الامامة والسياسة ج ص ۱۴، مجمع الزوائد الهيثمی ج ۵ ص ۱۸۳؛ کنزالعمال ج ۵ ص ۶۳۱ حرف الخاء خلافت ابوبکر؛ سبل الهدیٰ فی سيرة خيرالعباد محمد بن یوسف الصالحی الشامہ متوفی ۹۴۲ھ طبع بیروت ج ۱۱ ص ۲۵۹؛ السقیفۃ ام الفتن ڈاکٹر الخلیلی ص ۱۰۰؛ المعجم الاوسط طبرانی ج ۸ ص ۲۶۷؛ تاریخ طبری اردو ج اول ص ۵۳۸۔ طبقات ابن سعد اردو حصہ سوم ص ۵۳؛ تاریخ ابن عساکر جلد ۳۰ ص ۳۰۳؛ البدایہ والنہایہ ابن کثیر عربی جلد ۶ ص ۳۳۴ اردو جلد ۶ ص ۱۱۳۹ (اس میں تحریر ہے کہ" بلاشبہ میرا ایک شیطان ہے یحضرونی جو میرے پاس آتا ہے") . قابل غور لفظ ان لی شيطانا يعترينی ہے۔ یعنی شیطان مجھ پر قابض ہے۔ اب الصواعق المحرقہ جس کا اردو ترجمہ برق سوزاں ہے ص ۶۵ یوں تحریر ہے۔: حضرت ابوبکر نے فرنایا کہ: مجھے بادل نخواستہ یہ کام سپرد کردیا گیا ہے قسم بخدا میں چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا آدمی اسے سنبھال لیتا۔ لیکن اگر تم مجھے رسول اللہ ﷺ (وآلہ) جیسے کام میں مکلّف کروت یہ مجھ سے نہ ہوسکے گا۔ کیونکہ حضور ﷺ (وآلہ) کو اللہ تعالی وحی سرفراز فرماتا تھا۔ نیز اُس نے آپ کو معصوم قرار دیا تھا۔ میں تو محض ایک بشر ہوں اور کسی سے بہتر نہیں ہوں۔ پس میرا خیار رکھو، جب مجھے سیدھا راستہ چلتے دیکھو تو میری پیروی کرواور جب مجھے ٹیڑھا چلتے دیکھو تو مجھے سیدھا کردو۔ اور یہ ذہن نشین رکھو کہ میرا ایک شیطان ہے جو مجھ پر غالب آجاتا ہے۔ پس جب مجھے غضبناک دیکھو تو مجھ سے اجتناب اختیار کرو۔ میں کسی کو بُرائی

بھلائی میں کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔اب سورہ ص کی آیت ۸۲ تا ۸۳ **قال فبعزتک لا غوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین۔قال فالحق والحق اقول** شیطان نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔اللہ نے ارشاد فرمایا یہ حق ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں۔**لا ملئن جھنم منک و ممن تبعک منھم اجمعین**۔ میں اُن سب کو جھنم میں میں بھر دوں گا جو تیرے پیچھے چلے

۶۲ **بیعة ابو بکر فلتة** : یہ عمر ابن خطاب نے کہا کہ ''ابوبکر کی بیعت بے سوچے سمجھے فوری کاروائی تھی۔مگر اللہ نے اس کے شر سے بچا لیا''۔ مسند احمد ج ا ص ۵۵،سنن الکبری نسائی ج ۴ ص ۲۸۳ کتاب الرجم،تاریخ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۸۱،سیرۃ النبی ابن ہشام عربی ج ۴ ص ۱۷۰۳،اردو ج ۲ ص ۸۰۸؛البدایۃ والنھایۃ ج ۵ ص ۲۶۶،تاریخ طبری عربی ج ۲ ص ۴۴۶،اردو جلد اول ص ۵۳۳۔صحیح بخاری ج ۳،باب ۹۷۴،حدیث ۱۷۳۲،تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۶۷ و ۵۷۴؛انساب الاشراف جلد دوم ص ۲۶۴۔۲۶۵۔

فلتة کا ترجمہ انگریزی میں Lapse, Slip, Error,

۶۳ بقول شاہ عبدالعزیز محدث ''عمر ابن خطاب نے خانۂ سیدہ کو جلانے کی صرف دھمکی دی تھی جلایا نہیں''۔تحفہ اثناعشریہ اردو ص ۲۰۵۔ نمرود نے بھی حضرت ابراہیمؑ کو جلایا نہیں تھا جلانے کا انتظام کیا تھا۔کیا نمرود کو اس کی سزا ملے گی یا نہیں لہذا یہ عمل فعل نمرودی ہے۔

۶۴۔ فتح مکہ اور جناب امیر کی بت شکنی اور دوش رسولؐ ۔رسولؐ اللہ نے پوچھا 'خود کو کیا دیکھتے ہو؟''تو جناب امیرؑ نے فرمایا ''میرا سر ساق عرش سے جا ملا اور جدھر میں ہاتھ پھیلاؤں وہ چیز میرے ہاتھ آ جائے''۔حضور اکرمؐ نے فرمایا ''یا علیؑ! تم کار حق ادا کر رہے ہو اور میرا حال کتنا مبارک ہے کہ میں بار حق اُٹھائے ہوئے ہوں''۔جب بت شکنی ہو چکی تو جناب امیر نے از راہ ادب اپنے آپ کو اوپر سے گرا دیا اور تبسم فرمایا۔جب رسولؐ اللہ نے تبسم کی وجہ پوچھی تو فرمایا ''میں نے خود کو اتنی بلندی سے گرایا اور مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی''۔رسولؐ اللہ ارشاد فرمایا ''تمہیں تکلیف کیسے پہنچتی جبکہ تمہیں اُٹھانے والا میں اور تمہیں اتارنے والا جبریل ہو''۔مدارج النبوت شاہ عبدالحق محدث ج ۲ ص ۳۵۱ و ص ۳۵۲۔اس واقعہ کو کئی مصنفین نے لکھا ہے۔اختصار کے طور پر چند اہم حوالے یہ ہیں۔مسند احمد ابن حنبل ج اول ص ۱۵۱ و ۱۵۲؛مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۳۶۷ شواہد التنزیل ج اول ص ۴۵۔ تفصیل کے لئے آیت اللہ امینیؒ کی کتاب الغدیر ج ۷ ص ۱۰ تا ۱۳ دیکھیں جس میں مصنف نے ۴۰ معتبر کتابوں کے حوالے دئے ہیں۔

۶۵ ان عائشة شرفت جارية و قالت لعلنا نصيد بها بعض فتيان قريش:عائشہ نے ایک لڑکی پالی ہوئی کو آراستہ کیا اور کہا قریش کے نوجوانوں کو اس لڑکی کے ذریعہ شکار کروں گی۔النھایۃ فی غریب الحدیث ابن اثیر ج ۲ ص ۵۰۹۔

٦٦ فرمایا رسولؐ اللہ نے جب فارس اور روم فتح ہو جائیں گے تو تمہارا کیا حال ہوگا؟۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا ہم وہی کہیں گے جس کا اللہ نے حکم دیا یعنی اُس کا شکر کریں گے۔ رسولؐ اکرم نے فرمایا تم لوگ رشک، حسد اور دوستوں سے دشمنی اور بغض کرو گے۔ صحیح مسلم اردو شرح نووی جلد ششم ص ۴۸۰ کتاب الزہد، عربی ج ۴ ص ۲۲۷۴؛ ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۲۴ حدیث ۳۹۹۶۔

٧٠ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میرے باپ نے رسولؐ اللہ کی پانچ سو حدیثیں جمع کی تھیں ایک دن جب سو کر اُٹھے تو مجھ سے کہا کہ وہ حدیثیں دو جو تمہارے پاس ہیں میں نے وہ حدیثیں اُن کے حوالے کی تو انہوں نے وہ تمام حدیثوں کو آگ منگا کر جلا دیا۔ میں نے پوچھا یہ آپ نے کیوں جلا دیا تو انہوں نے کہا مجھے ڈر رہا کہ میں مر جاؤں اور یہ حدیثیں رہ جائیں گی اور میں نے یہ حدیثیں اُس شخص سے نقل کی ہے جس پر میں نے بھروسہ کیا تھا ہوسکتا ہے یہ حدیثیں ویسی نہ ہوں جیسی اُس نے بیان کی ہو اور میں نے اسے حدیث سمجھ کر نقل کر دیا ہو۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۵ الذہبی۔

٧١ **فمن كان يرجو لقاء ربه** : یہ آیت بقول حصین بن حارث بن مطلب حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اُسد الغابہ ج ۲ ص ۲۴۔

٧٢ حبة کا بیان ہے کہ ہم حالت شرک میں تھے جب کہ رسولؐ اللہ نے غدیر خم میں من كنت مولاه فعلي مولاه فرمایا یہ اس روایت کا بھی راوی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے سب کے دروازہ بند کئے بہ استثناء حضرت علیؑ تو دیکھا تھا کہ حضرت حمزہ آئے اور فرمایا تم نے چچا کو نکال دیا اور اپنے بن عم کے دروازہ کو باقی رکھا۔ یہ حبة صحابی رسول اکرمؐ ۷۶ھ یا ۷۷ھ میں وفات پائی مگر نصرت امام حسین سے محروم رہے۔ اصابہ جلد ۲ ص ۱۴۰ سلسلہ ۱۹۵۰۔

٧٣۔ حمران بن ابان۔ یہ بڑا عالم تھا اور عثمان کا غلام تھا یہ عثمان کے پیچھے نماز پڑھتا تھا جب عثمان نماز میں بھول جاتے تو یہ لقمہ دیتا تھا۔ ۷۰ھ یا ۷۵ھ میں فوت پایا۔ اصابہ جلد ۲ ص ۱۵۲ سلسلہ ۲۰۰۳۔

٧٤ حکیم بن عیاش الکلبی۔ شعرائے بنی اُمیہ سے تھا۔ اس نے حضرت زیدؑ کی شہادت پر چند اشعار کہے جس میں سے دو شعر امام جعفر صادقؑ کے سامنے پڑھے گئے۔ یعنی زیدؑ کو درخت پر سولی دی گئی حلانکہ کوئی مہدی کو درخت پر سولی نہیں دی جاتی تم لوگ اپنی سفاہت سے عثمان اور علیؑ کا قیاس کرتے ہو۔ حلانکہ عثمان بہتر ہیں علیؑ سے اور اطیب ہیں۔ جب امام جعفرؑ صادق نے یہ اشعار سنے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ اگر یہ جھوٹا ہے تو ایک کلب کو مسلط کر دے اس پر۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ گھر سے باہر نکلا تو ایک شیر نے اُس کو ہلاک کر ڈالا۔ اصابہ جلد ۲ ص ۱۸۲ سلسلہ ۲۱۱۰۔

۷۵ **عن سلمان بن ربیعه قال عمر بن الخطاب قسم رسولؐ الله قسما فقلت والله رسول الله لغیر هو لاء کان احق به منهم:** یعنی سلیمان بن ربیعہ راوی ہیں کہ عمر ابن خطاب نے کہا کہ ایک روز رسولؐ اللہ نے کچھ تقسیم کیا تو میں نے ٹوکا اور کہا یا رسولؐ اللہ ! قسم اللہ کی دوسرے لوگ ان سے زیادہ مستحق ہیں۔صحیح مسلم عربی کتاب الزکاۃ ج ۳ ص ۱۰۳، اردو شرح مسلم نووی جلد ۳ ص ۷۰

۷۶ زید بن وھب جو اجلاء تابعین اور ثقہ ہیں اُن کے حالات میں ذہبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ حدیث بیان کی عمر ابن خطاب نے حذیفہؓ سے کہا **یا حذیفة ، بالله أنا من المنافقين** اے حذیفہ! واللہ میں بھی منافقین میں سے ہوں۔میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۰۷۔

۷۷ ام سلمہؓ ناقل ہیں کہ آیت تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی اور اس وقت میرے میں فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ موجود تھے۔پیغمبرؐ نے اپنی عباء ان پر ڈال کر فرمایا بس یہی میرے اہل بیتؑ ہیں، اللہ نے رجس اور پلیدی کو ان سے دور رکھا ہے اور انہیں اس طرح پاک رکھا ہے جو پاک رکھنے کا حق ہے۔ مستدرک الصحیحین حاکم ج ۲ ص ۴۱۶، ج ۳ ص ۱۴۶؛ درمنثور ج ۵ ص ۱۹۸؛ اُسدالغابہ ج ۵ ص ۵۲۱ حدیث ۵۸۹؛ ذکر اخبار اصبھان ج ۲ ص ۲۵۳؛ ابن عساکر ج ۱۴ ص ۱۳۸۔

۷۸ فرمایا آنحضرتؐ نے بے شک میرے اصحاب میں بارہ منافق ہیں **ان فی اصحابی اثنا عشر منافقا**۔شرح مسلم نووی اردو ج ۲ ص ۵۸۳ کتاب التوبة؛ السنن الکبریٰ البیهقی ج ۸ ص ۱۹۸؛ الدیباج مسلم سیوطی ج ۶ ص ۱۳۷؛ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸۷؛ السیرة النبوة ابن کثیر ج ۴ ص ۳۷۔

۷۹ فرمایا آنحضرتؐ نے ابوبکر سے کہ شرک تمہارے اندر چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی پایا جاتا ہے۔**الشرک اخفی فیکم من د بیب النمل :** مسند ابویعلی ج ۱ ص ۶۲؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۱۶ و ۸۱۶؛ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۱۳؛ لسان المیزان ج ۵ ص ۲۵۷۔

۸۰ **ان عمر ابن الخطاب کان له حجر اوعظم فی حجر فی حائط فی مکان فکان یاتیه فیبول فیه ثم یمسحه بذلک الحجر او بذلک العظم ثم تیوضاء وما یمسه ماء:** عمر ابن خطاب کا معمول تھا کہ ایک مکان کی دیوار میں کوئی پتھر تھا یا پتھر میں ہڈی (گڑی) تھی اسی مکان میں آتے اور پیشاب کر کے اُسی پتھر یا ہڈی سے رگڑ دیتے تھے۔غرض پانی چھوتے بھی نہیں تھے۔کنز العمال ج ۹ ص ۵۱۹ ۔مسند ابن جعد ،علی بن جعد متوفی **۲۳۰ھ** ص ۱۴۱، المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۲۷۔

۸۱ ایک شخص مدینہ گیا دور عمر ابن خطاب میں اور لوگوں سے آیات قرآنی کا مطلب پوچھنا شروع کیا۔جب اسکی خبر عمر ابن خطاب کو ملی تو انہوں نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا میرا نام عبداللہ بن صبیغ چنانچہ اسکو کوڑوں سے پیٹنا شروع کیا برابر مارتے رہے جب اسکی کھال ادھڑ

گئی اور خون بہنے لگا تو اُس آدمی نے کہا بس بس مجھے معلوم ہو گیا۔ تفسیر قرطبی ج ۴ ص ۱۵؛ درمنثور ج ۲ ص ۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲۳ ص ۱۱۱۴؛ کنز العمال ج ۲ ص ۳۳۴؛ اصابہ ج ۳ ص ۳۷۰۔

۸۲ **عمر سد باب الکلام و الجدل و ضرب صبیغا بالدرۃ۔** عمر ابن خطاب نے علم کلام اور تحقیق کا دروازہ بند کر دیا تھا ایک شخص صبیغ کو دروں سے پیٹا جب اُس نے دو آیتوں کے بارے میں سوال کیا۔ امام غزالی احیا العلوم اردو ج ص ٦٦؛ کنز العمال ج ۲ ص ۲۳۵۔

۸۳ عمر ابن خطاب کے صاحبزادے کی کنیت ابوشحمہ رکھی گئی تھی۔ یہی وہ ہیں جن کو اُن کے باپ کے دور میں مصر میں شراب پینے پر حد ماری گئی تھی۔ اصابہ ج ۴ ص ۱۷۴؛ اُسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۳؛ اکمال الکمال ابن ماکولا ج ۵ ص ۴۴۔

۸۴ **أبو شحمة بن عمر بن الخطاب جاء فی خبر واہ ان اباہ جلدہ فی الزنا فمات ذکرہ الجوزقانی۔**
ایک کمزور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ابوشحمہ کو اُن کے باپ عمر ابن خطاب نے زنا کے جرم میں سزا دی تو وہ مر گئے ان کا ذکر زرقانی نے کیا۔
اُصابہ ج ۷ ص ۱۷۸ سلسلہ ۱۰۱۱۸،

۸۵ حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا **ستکون من بعدی ولاۃ یستحلون الخمر بالنبیذ والخبس بالصدقۃ والسحت بالھدیۃ واقتل بالموعظۃ:** عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اکرم نے میرے بعد بہت جلد مسلمان پر ایسے لوگ حکومت کرنے لگیں گے جو نبیذ کے بہانے سے شراب، کو صدقہ کے بہانے سے ناجائز مالوں کو، ہدیہ و تحفہ کے بہانے سے رشوت کو، اور پند و نصیحت کے بہانے سے قتل کو حلال سمجھ لیں گے۔ درمنثور جلد ۲ ص ۲۸۴؛ کنز العمال (یہی حضرت حذیفہؓ سے منقول ہے) ج ۱۱ ص ۲۳۴؛ اور جلد ۱۴ ص ۲۲٦۔

۸٦ **فلقیته امرأۃ من قریش فقالت له یا عمر۔ فوقت لھا۔ فقالت کنا نعرف مدۃ عمیرا۔ ثم صرت من بعد عمیر عمر، ثم صرت من بعد عمر امیر المومنین فاتق اللہ یاابن الخطاب۔** ایک دفعہ عمر ابن خطاب کو راستے میں ایک قریش کی عورتوں میں سے ایک عورت ملی (خولہ بنت حکیم۔ یہ وہی معظمہ ہیں جن کے طلاق دینے کے سلسلہ مین آیت نازل ہوئی تھی) اور کہا اے عمر! ہم لوگ ایک مدت تم کو عمیرا جانتے تھے ، عمیر بن گئے اور کچھ دنوں بعد عمر بن گئے۔ پھر عمر ہونے کچھ دن بعد تم امیر المومنین بن بیٹھے۔ اب اے خطاب کے بیٹے اللہ سے ڈر۔ اصابہ جلد ۸ ص ۱۱٦؛ استیعاب ج ۴ ص ۳۹۱؛ عقد فرید ج ۱ ص ۱۸۵

۸۷ **لا یقلد احد دینه** امام شافعی کا قول کہ اصحاب رسولؐ میں سے کسی کی بھی تقلید نہ کرو۔ الاحکام ابن حزم ج ۵ ص ۱۷٦؛ کتاب الأم امام شافعی ج ۴ ص ۸٦؛ تلخیص ابن حجر ج ۳ ص ۵۱۰؛ المبسوط ج ۱۳ ص ۱۳۳؛ المحلی ابن حزم ج ۴ ص ۹۴۔

۸۸ ولا حجة فی اقوال الصحابه یا حجیة یعنی علماءاصول حدیث کے ہاں یہ بات قرار پائی گئی ہے کہ اصحاب رسولؐ کے اقوال حجۃ نہیں۔نیل الاوطار شوکانی ج ا ص ۲۰ اور ج ۲ ص ۸۷۔

۸۹ کان یوم أحد هزمنا ففرت حتی صعدت الجبل عمرابن خطاب کہا کہ جب ہم کواحد کے دن ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم سب بھاگ گئے یہاں تک کہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔وہاں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس طرح اچھل کودرہا ہوں جیسے بکری کودتی ہے۔تفسیر درمنثور سیوطی ج ۲ ص ۸۸؛ جامع البیان طبری ج ۴ ص ۱۹۳؛ کنزالعمال ج ۲ ص ۳۷۶۔

۹۰ لما کرر قوله الارجل یاتینی بخبر القوم یکون معی یوم القیامة ولم یجیبه احد قال ابوبکر یا رسول حذیفة: خندق کے وقت جب رسولؐ اللہ نے بار بارلوگوں سے کہا کیا کوئی بھی جا کرخبر لاسکتا ہے؟ تو ابوبکر نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ حذیفہؓ سے کہئے۔صحیح مسلم باب غزوۃ احزاب جلد ۵ ص ۱۷۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸ و ۲۸۱؛ کنزالعمال ج ۱۰ ص ۴۴۶؛ فتح الباری ج ۷ ص ۳۰۷۔

۹۱ علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا کہ قال رسول الله یا ابوبکر قال استغفر الله ورسوله ثم قال ان شئت ذهبت ۔ فقال یا عمر قال استغفر الله ورسولهثم۔ قال رسول الله یا حذیفة فقلت لبیک فقمت حتی اتیت۔ آنحضرتؐ نے نام لیکرفرمایا اے ابوبکرتم کیوں نہیں جاتے؟ تو ابوبکر نے کہا میں اللہ اور رسولؐ سے معافی مانگتا ہوں اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا اگرتم چاہوں تو ضرور جاسکتے ہو۔پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمرتم جا کرخبر لے آؤ۔عمر نے بھی یہ کہا کہ میں اللہ اور رسولؐ سے معافی مانگتا ہوں اب آنحضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہ! تو حضرت حذیفہؓ نے کہا لبیک۔ درمنثور ج ۵ ص ۱۸۵؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸۔

۹۲ جب حضرت علیؑ نے عمروابن عبدود کوقتل کر چکے تو زبیر اور عمرابن خطاب نے عمرابن عبدود کے باقی ساتھیوں پرحملہ کرنا چاہا۔ان لوگوں میں ضرار بن الخطاب بھی تھا جو بھاگا جارہا تھا عمر اُس کے پیچھے دوڑے جارہے تھے۔ضرار کواس بات کا علم تھا کہ علیؑ کسی بھاگتے کا پیچھا نہیں کرتے تو وہ پلٹا تو دیکھا عمرابن خطاب ہیں چنانچہ وہ نیزہ کا وار کرنا چاہا مگر وار کوروک لیا اور کہا اے عمر! جاؤ میری یہ نعمتہ ہے کہ تم پر قابو پا کر چھوڑ دیا جس کا تم شکریہ ادا کرنا چاہئے اور یہ وہ احسان ہے جس کا عوض تم ادا نہیں کرسکتے۔مگر یاد رکھنا۔انها نعمة مشکورة یابن خطاب۔تاریخ ابن عساکر ج ۲۴ ص ۳۹۳ اور ص ۳۹۷؛ سیرۃ النبی شبلی نعمانی ج اول ص ۴۷۵؛ شرح نہج البلاغہ ج ۱۵ ص ۲۰؛الصحیح من سیرة سید جعفر مرتضی ج ۹ ص ۳۷۹

۹۴ حدیبیہ کے وقت آنحضرتؐ نے عمرابن خطاب سے کہا کہ جا کر شرفاء قریش کو مطلع کرو کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں، بلکہ زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں تو عمرابن خطاب نے کہا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے یا ایذا دیں گے آپؐ عثمان بن عفان کو بھیجئے کہ بنی اُمیہ کے لوگ وہاں ہیں ان کی حفاظت کریں گے۔کنزالعمال ج ۱۰ ص ۴۸۱؛ جامع البیان طبری ج ۲۶ ص ۱۱۱؛ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۷۶ و ۷۸؛ اردو تاریخ طبری ج ا ص ۳۳۳،

عربی تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۷۸؛ البدایہ والنھایہ باب حدیبیہ ج ۴ ص ۱۹۱؛ سیرۃ ابن ہشام باب حدیبیہ ج ۳ ص ۷۸۰ ۔

۹۵ جب آنحضرتؐ نے صلح حدیبیہ کی تو عمر ابن خطاب بہت ناراض ہوئے اور کہا۔ **واللہ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ فأتیت النبی ۔** اللہ کی قسم آج سے زیادہ اسلام لانے کے بعد نبی کے بارے میں اتنا کبھی شک نہیں ہوا۔ تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۷۷؛ صحیح ابن حبان ج ۱۱ ص ۲۲۴؛ الاحکام ابن حزم ج ۳ ص ۴۲۴؛ تاریخ ابن عساکر ج ۵۷ ص ۲۲۹۔ جامع البیان ابن جریر طبری جلد ۲۶ ص ۔ المصنف عبدالرزاق الصنعائی جلد ۵ ص ۳۳۹۔

۹۶ **ان لا ترغبوا عن آباء کم فانه کفر بکم ان ترغبو عن آبائکم او ان کفرا بکم:** عمر ابن خطاب نے ایک طویل خطبہ دیا جس میں انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کی کتاب میں دوسری آیتوں کے ساتھ یہ آیت بھی پڑھتے تھے کہ اپنے باپ داداوں کو چھوڑ کر دوسروں کو باپ دادا نہ بناؤ یہ کفر ہے۔ صحیح بخاری کتاب المحاربین باب رجم الحبلی من الزنااذا احصنت۔ تیسیر البخاری ج ۸ ص ۵۶۹؛ سیرۃ ابن ہشام اردو باب خطبه عمر عند بیعة ابی بکر ج ۲ ص ۸۰۸؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر عربی ج ۵ ص ۲۶۶۔

۹۷ قاسم بن محمد بن ابی بکر کے حالات میں لکھا ہے کہ عمر ابن خطاب کے دور میں احادیث کی کثرت ہوگئی تو عمر ابن خطاب نے حکم دیا کہ احادیث اُن کے پاس لائی جائے، لوگ جب لائے تو اُن کو جلا دینے کا حکم دیا۔ طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۹۷ حالات قاسم بن محمد ۔

۹۸ قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسولؐ اکرم کے اصحاب کا اختلاف لوگوں کے لئے رحمت تھا۔ طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۹۷

۹۹ **یا ایھا الذین امنو ا اذا قمتم الی الصلواۃ فاغسلوا وجوھکم و یدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین** (سورۃ مائدہ آیت ۶) اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے آمدگی کرو تو پہلے اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ تو دھولیا کرو اور سر اور نیز ٹخنوں تک پیروں کو مسح کرو۔ علامہ سیوطی درمنثور ج ۲ ص ۲۶۲ میں شعبی سے نقل کیا ہے کہ جبریل تو پاؤں کے مسح کا حکم لے کر آئے تھے، کیا تم آیت تیمّم پر نظر نہیں کرتے کہ وضو میں جن اعضاء کو دھونے کا حکم تھا اُن پر مسح واجب ہے اور جن اعضاء پر مسح کرنے کا حکم تھا اُنھیں تیمّم میں چھوڑ دیا گیا۔ اور شعبی کہا کرتے تھے قرآن تو مسح کا حکم لایا تھا مگر لوگوں نے پاؤں دھونے کا دستور نکالا۔ عبداللہ نے عثمان بن عفان خلیفہ سوم سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان نے ایک مرتبہ وضو کے لئے پانی طلب کیا اور اُس سے کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، اور اپنے منہ کو تین بار دھویا، اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا اور اپنے سر اور پاؤں کے اوپر کے حصے کا **مسح کیا** پھر بے ساختہ ہنس پڑے اور کہا کیا تم لوگ مجھ سے میرے ہنسنے کی وجہ دریافت نہیں کروگے؟ لوگوں کہا یاامیر المومنین! آپ کیوں ہنسے؟ تو عثمان بن عفان نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ایسا ہی

وضوکرتے دیکھا تھا۔مسند امام احمد جلد اول ص ۵۸،اور ص ۲ ۴ ۴ ۳؛مجمع الزوائد ہیثمی ج ا ص ۲۲۴؛المصنف ابن شیبہ ج ا ص ۱۸؛ کنز العمال حدیث ۲۶۸۶۴ ج ۹ ص ۷ ۲ ۴،اورص ۲ ۴ ۴؛ سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱ ۰ ۳؛المعجم الکبیر طبرانی ج ۳ ص ۲۸۱۔اس کے علاوہ کئی مفسرین اورمحدثین نے مختلف طریقوں سے پیر پر مسح کرنا بتلایا ہے مثلاً ابن ابی شیبۃ الکوفی اپنی کتاب المصنف جلد اول ص ۳۰ پر باب **فی المسح علی القدمین** کے تحت آٹھ حولوں سے پیر پر مسح کرنا لکھا ہے۔ **فجعلنا نمسح علیٰ ارجلنا**: ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے۔ بخاری کتاب الوضوج ا ص ۲۱، ۲ ۳،مسلم کتاب الطھارۃ باب وضوسنن کبریٰ ج ا ص ۶۸ **فضرب بھا رجلہ و فیھا النعل ففتلھا**: آنحضرتؐ کے پیر میں جوتی تھی آپؐ نے پاؤں دھونے کے بدلے پانی کا ایک چلولیکر پاؤں پر پھیرلیا۔اس حدیث سے اُن کے لوگوں نے دلیل لی جو مسح پیروں پر کرنے کے قائل ہیں۔امام ابن جریر طبری اورشیخ محی الدین عربی جواز پیروں پر مسح کرنے کے قائل ہیں۔سنن ابی داؤد کتاب طھارۃ باب وضو صفۃ نبیؐ جلد اول ص ۴ ۳؛السنن الکبریٰ بھیقی جلد اول ص ۲ ۷۔

تفسیر ابن کثیر (اردو) جلد اول تفسیر سورۃ مائدہ ص ۶۳ میں اس طرح لکھا ہے کہ: آیت کے اس جملے کی ایک قرأت اور بھی ہے **وَ اَرُجُلِکُمُ** کے لام کے نیچے زیر سے ہے۔اس قول کی دلیل لی ہے کہ پیروں پر مسح کرنا واجب ہے کیونکہ اس کا عطف سر کے مسح کرنے پر ہے ۔بعض سلف سے بھی کچھ ایسے اقوال مروی ہیں جن سے مسح کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔چنانچہ اب جریر میں ہے کہ موسیٰ بن انس نے انس بن مالک سے لوگوں کی موجودگی میں کہا کہ حجاج نے اھواز میں خطبہ دیتے ہوئے طہارت اور وضو کے احکام میں کہا کہ منہ ہاتھ دھوؤ اور سر کا مسح کرو اور پیروں کو دھویا کرو اس لئے کہ پیروں پر ہی گندگی لگتی ہے پس تلوں اور پیروں کو پشت کو ایڑیوں کو خوب اچھی طرح دھویا کرو۔انس بن مالک نے کہا اللہ تعالی سچا ہے اور حجاج جھوٹا ہے۔اللہ تعالی فرماتا **وَامۡسَحُوۡا بِرُءُ وُسِکُمۡ وَاَرۡجُلِکُمۡ الی الکعبین** ۔اورانس پیروں کا مسح کرتے تھے۔اورانس سے ہی مروی ہے کہ قرآن میں پیروں پر مسح کرنے کا حکم ہے۔ابن عباس سے مروی ہے وضو میں دو چیزوں کا دھونا اور دو پر مسح کرنا ہے۔

قتاوہ سے بھی یہی مروی ہے۔ابن ابی حاتم میں عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ آیت میں پیروں پر مسح کرنے کا بیان ہے۔۔ابن عمر،علقمہ ابوجعفر محمد بن علی اور ایک روایت میں حسن بصری اور جابر بن زید اور ایک روایت میں مجاہد سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ عکرمہ اپنے پیروں پر مسح کرلیا کرتے تھے شعبی فرماتے ہیں کہ جبرئیل کی معرفت مسح کا حکم نازل ہوا ہے۔آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں جن چیزوں کو دھونے کا حکم تھا اُن پر تیمّم کے وقت مسح کا حکم رہا اور جن چیزوں کے مسح کا حکم تھا تیمّم کے وقت انہیں چھوڑ دیا گیا۔عامر سے کسی نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں جبرئیل پیروں کو دھونے کا حکم لائے ہیں تو آپ نے جواب دیا جبرئیل مسح کے حکم کے ساتھ نازل ہوئے۔آگے چل کر ابن کثیر بھیقی کے حولے سے یہ روایت نقل کرے ہیں کہ: حضرت علیؑ ابن ابی طالب طہر کی نماز کے بعد بیٹھک میں بیٹھے رہے اور عصر تک لوگوں کے کام کاج میں مشغول رہے پھر پانی منگوایا اور ایک چلو سے منہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو دھویا اور سر کا اور دونوں پیروں کا مسح کیا اور کھڑے ہو کر بچا ہوا پانی پی لیا اور پھر فرمانے لگے کہ میں جو کیا یہی میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور یہ فرمایا یہ وضو ہے اس کے لئے جس کو وضو کی ضرورت ہو۔

۱۰۰ **حی علیٰ خیر العمل**۔یہ اذان میں داخل تھا عبداللہ ابن عمر کا قول جس کو امام مالک نے کہا **انہ بلغہ ان المؤذن جاء عمر ابن الخطاب یوذنہ لصلوٰۃ الصبح فوجدہ نائما فقال الصلوٰۃ خیر من النوم یا امیر المؤمنین فامرہ عمر ان یجعلھا فی ندآء لصبح**۔

ترجمہ؛امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر کے پاس مؤذن آیا نماز صبح کی خبر کرنے کوتو سوتا پایا حضرت عمر کو پس کہا اُس نے **الصلوٰۃ خیر من النوم** یعنی نماز بہتر عمل ہے سونے سے اے امیر المومنین ۔حکم کیا حضرت عمر نے موذن سے: کہا کرو اس کلمے کو صبح کی اذان میں ۔اس حدیث کو دار قطنی بن عبداللہ ابن عمر سے مسنداً روایت کیا ہے کہ عمر نے مؤذن سے کہا جب تم پہنچو **حی علی الفلاح** تو پر فجر کی اذان میں تو کہو بعد اس کے **الصلوٰۃ خیر من النوم** ۔موطا امام مالک کتاب الصلواۃ ص۶۱ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ترجمہ علامہ وحید الزمان۔اسی کوئی معتبر محدثین نے نقل کیا ہے مختصراً نیل الاوطار الشوکانی ج۲ صفحہ ۱۸؛السنن الکبریٰ البھیقی ج۱ صفحہ ۴۲۴؛المصنف ابن ابی شیبۃ الکوفی جلداول ص ۲۴۴؛ تاریخ بغداد الخطیب البغدادی ج۹ ص ۴۰۹؛ کنز العمال ج۸ صفحہ ۳۴۲۔

۱۰۱ **ارسال الیدین**۔یعنی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا۔امام ابن قاسم نے امام مالک سے نماز میں ہاتھ چھوڑ دینا لکھا ہے تیسیر البخاری شرح صحیح البخاری ترجمہ علامہ وحید الزمان طبع اعتقاد پبلشنگ ہاوس دہلی جلداول باب ۷۰۷ ص۴۸۹ **باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری :** ابن ابی شیبہ نے حسن بصری اور ابراہیم اور ابن مسیّب سے ارسال یدین یعنی ہاتھ چھوڑ نا نقل ہے۔نیلا الاوطار جلد دوم ص ۱۹۴ دار الجلیل بیروت؛الشرح الکبیر عبداللہ ابن قدامہ متوفی ۶۸۲ جلداول ص ۵۱۴؛المغنی ج اول ص ۵۱۴ دارلکتاب بیروت۔

ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں دوروایتیں صحیح بخاری اور مسلم میں ہیں اور انتہائی مشکوک ہیں مثلاً صحیح بخاری **کتاب الاذان باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری** جس کا تذکرہ کیا گیا ہے اُسی میں ہاتھ باندھنے کی جوروایت یہ ہے کہ **حدثنی عبداللہ بن مسلمۃ ، عن مالک ، عن أبی حازم، عن سھل ابن سعد قال : کان الناس یؤمرون أن یضع الرجل یدہ الیمنی علی ذراعہ الیسری فی الصلاۃ، قال ابو حازم: لاألمہ الا ینمی ذلک الی النبی** ﷺ **، وقال اسماعیل ینمی ذلک ولم یقل ینمی**۔ترجمہ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابوحازم بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں ہر آدمی اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے اور ابوحازم نے کہا میں نہیں جانتا کہ سہل اس حدیث کو آنحضرتؐ تک پہنچاتے تھے۔ اسمٰعیل بن ابی اویس نے کہا یہ بات پہنچائی جاتی تھی مگر یہ نہیں کہا کہ کس طرح پہنچائی جاتی تھی۔یعنی ہاتھ پر ہاتھ رکھنا یا باندھنے والی حدیث کا حکم دیا جاتا تھا مگر یہ کہیں نہیں مذکور ہے کہ کس نے دیا اور کب دیا اور یہ حکم آنحضرتؐ سے منسوب تھا یا نہیں یہ بھی کسی کو نہیں معلوم۔اس حدیث کی راوی ہیں سھل بن سعد بن خالد الساعدی تہذیب التہذیب جلد ۴ ص ۲۲۱،اور ابن حجر اپنی کتاب طبقات المدلسین ص ۲۰ ذکر جرید بن حازم کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ ان سے جو حدیث بیان **صفۃ صلاۃ النبی** میں تدلیس کی گئی ہے یعنی خلط ملط کی گیا ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی امام مالک ہیں اور اگر امام مالک کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے تو پھر مالکی فقہ میں ارسال یدین یعنی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کیوں ہے؟۔

اب جو دوسری روایت ہے وہ صحیح مسلم میں کتاب الصلواۃ باب **وضع یدہ الیمنی علی الیسری :عن وائل بن حجر انہ رای النبی** ﷺ **رفع یدیہ حین دخل فی الصلواۃ کبر وصف ھمام حیال اُذینہ ثم التحف بثوبہٖ ثم وضع یدہ الیمنی علی**

اليسرى فلما اراد ان يركع اخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم كبر فركع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجدين كفيه ترجمہ وائل بن حجر کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بدیں طور دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔ اس حدیث کے راوی ہمام بن نافع کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ اُلٹے ہاتھ پر رکھا۔ پھر آپؐ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اُٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے۔ اور بحالت قیام **سمع الله لمن حمده** پڑھ کر رفع یدین کیا اور پھر آپ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔ پہلی تنقید اس حدیث کے سلسلے میں ہے کہ وائل بن حجر فتح مکہ کے بعد معاویہ کے ساتھ اسلام لے آئے اور ہمیشہ ان کا اور معاویہ کا ساتھ رہا تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۔ دوسری یہ کہ وائل بن حجر نے خود سے نہیں دیکھا بلکہ یہ واقعہ ان سے ہمام بن نافع نے بیان کیا جن کے بارے میں میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۳۰۸ میں مذکور ہے کہ **قال العقيلي احاديثه غير محفوظة**۔ تیسری قابل غور بات یہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ آنخضرتؐ نے تکبیر کہنے کے بعد چادر اوڑھ لی۔ اب ناظرین فیصلہ کریں کہ یہ کیسے معلوم ہوا چادر میں ہاتھ کہاں تھے ؟۔

۱۰۲ **باب ما جاء فی بسم الله الرحمن الرحيم**۔ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آواز سے پڑھنے کے بارے میں انس بن مالک سے اس سلسلے میں تین روایتیں مذکور ہیں۔ پہلی روایت یہ کہ میں نے نماز پڑھی آنخضرت ﷺ کے پیچھے، ابوبکر، عمر اور عثمان میں نے سُنا کہ وہ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے۔ دوسری روایت ان ہی سے منسوب ہے کہ میں نے سُنا مگر وہ آواز سے نہیں پڑھے، تیسری روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی ان کے پیچھے مگر کسی نے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھی نیل الاوطار الشوکانی جلد ۲ ص ۲۱۵۔ اسی نیل الاوطار صفحہ ۲۱۷ میں انس بن مالک سے ہی یہ روایت ہے کہ جب معاویہ مدینہ آیا تو انہوں نے نماز پڑھائی **بالجهر** مگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہا۔ جب نماز تمام ہوئی تو مہاجر اور انصار جو اس وقت موجود تھے احتجاجاً کہا کہ اے معاویہ! تم نے نماز کو ناقص کر دیا تم نے نہ تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہی اور نہ تکبیر کہی حالانکہ ہم نے رسول اکرم کو ایسا کہتے ہوئے دیکھا ہے اور سُنا ہے۔ **بهيقی** کے حوالے سے یہ مذکور ہے کہ انہوں کہا کہ

آل رسول ﷺ کے ہاں متفق ہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **بالجهر** پڑھے۔ **الحاكم المستدرك** کے حوالے سے لکھا ہے کہ صحابہ کی اور تابعین کی ایک فہرست ہے جنہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بالجہر کہنے کی تاکید کی ہے۔ ابن شہاب الزہری کے حالات میں امام ذہبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے تاکیداً کہا ہے کہ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے پڑھی جائے پھر سورۃ فاتحہ پڑھی جائے، اس کے بعد پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورت کے شروع میں تذکرہ الحفاظ جلد اول ۱۰۴۔ ملاحظہ ہو در منثور سیوطی جلد اول ص ۱۱؛ ترمذی ج ۱ ص ۱۵۵ باب **من رائى بالجهر** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم؛ فتح الباری جلد ۲ ص ۲۲۱۔ **المصنف جلد ۲ ص ۸۹ عبداالرزاق الصنعاى؛ المصنف ابن ابى شيبة جلد اول ص** ۴۴۸؛ سنن دار القطنی جلد اول ۳۰۹ میں معاویہ کا تذکرہ کے ساتھ جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ **معرفة العوالم الحديث الحاكم** نیشاپوری ص ۲۵۱؛ کنز العمال جلد ۸ ص ۱۱۹ سلسلہ ۲۲۱۸۱ ابن عباس نے فرمایا کہ عرب کی قراءت ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بالجھر کہے۔تفسیرابن کثیر(اردو)طبع اعتقاد پبلشنگ ہاوس نئی دہلی جلداول ص۲۱میں ہےامام شافعی کامذہب ہے کہ سورۂ فاتحہ اور ہرسورت کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے پڑھنا چاہئے۔صحابہ کی،تابعین کی،مسلمانوں کے اگلے پچھلے اماموں کا یہی مذہب ہے۔
ابن کثیراس کے بعدطول فہرست دی ہےاکابرصحابہ کی جنہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کواونچی آواز سے پڑھنے کی۔پھرآخرمعاویہ کاواقعہ نقل کرنے کے بعد یہ لکھتے ہیں کہ’’ غالباً اس قدراحادیث وآثارکہ بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے پڑھنے کے جواز میں کافی ہیں‘‘۔

اوقات الصلواۃ۔ وقت افطارروزہ اوروقت نمازمغرب ایک ہے چنانچہ افطار کے لئے اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے **کلو و اشربوا حتیٰ تبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثمہ اتمو الصیامہ الی اللیل۔ سورۃ البقر ۱۸۷**۔
افطار کے لئے **الیٰ اللیل** کےالفاظ بہت واضح ہیں لفظ الیٰ کی معنوں میں محض کسی سرحدتک پہونچنے کامفہوم نہیں ہے بلکہ سرحد سے آگے اندرداخل ہونے کے ہیں۔ جیسے سورہ بنی اسرائیل میں مذکور ہے **سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ**۔یعنی پاک پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کوراتوں رات مسجدحرام سے مسجداقصیٰ تک سیر کرائی۔ظاہر ہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ حضرت رسولؐ اکرم کی معراج صرف مسجداقصیٰ کی سرحدتک تھی بلکہ اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ وہ مسجداقصیٰ کے اندر بھی تشریف لے گئے۔اور ایک مثال میں وضوکی جوآیت ہے اس **الیٰ المرافق اور الیٰ الکعبین** سے یہ مطلب کہنیوں سمیت اورٹخنوں سمیت ہےجس میں تمام علماءمتفق ہیں۔اسی طرح روزہ کےافطار کے سلسلے میں جوارشاد باری ہےاس میں رات داخل ہے۔اسی لحاظ سے نمازمغرب کا وقت اُسی وقت ہوگاجب رات داخل ہوجائے۔سورۃ الشّمس آیت ۴۔۳ میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: **والنھار اذا جلھا والیل اذا یغشٰھا**۔یعنی اور دن کے جب کہ اللہ اُسے روشن کرے اوررات کی جب وہ اس کو(یعنی دن کو)ڈھانپ لے۔علماءنے دن اوررات کوبارہ،بارہ گھنٹوں میں تقسیم کیا ہے۔دن کے بارہ حصوں کے نام یہ ہیں۔شرق،بکور،غدر،ضحیٰ،ہاجرہ، ضمیرہ،رواح،عصر، قصر،اصیل،غشی،اورغروب۔اوررات کے بارہ حصے: شفق،غسق،عقد،سدور،جھمد،ذلد،زاخد،بھرہ،سحر،فجر،صبح، صباح۔اس تقسیم سے معلوم ہوگیا کہ غروب آفتاب کودن بارہواں حصہ شمار کیا جاتا ہے۔رات کے پہلے حصہ کوشفق دوسرے حصہ کو غسق کہا ہے جولیل ہےاس لئے غروب آفتاب کے بعدغسق یعنی لیل تک انتظار کرنا چاہئے۔
اقم الصلواۃ لد لوک الشمس الیٰ غسق الیل وقراٰن الفجر۔سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۸۔یعنی نمازقائم کروسورج کےڈھلنے کے بعدرات کےاندھیرے کے بعداور صبح کےقرآن کے بعد(طلوع فجر)۔المنجد نے غسق کی تعریف یہ کی ہے کہ یہ رات کےحصہ کااندھیرا۔
حدیث سے دیکھا جائےتو معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے **اذا أقبل اللیل من ھاھنا وادبر النھار من ھاھنا و غربت الشمس فقد افطر الصائم**۔ کہ جب رات ادھر سے یعنی مشرق سے رخ کرے اوردن ادھرمغرب کےطرف پیٹھ موڑے اورسورج ڈوب جائے جب افطار کاوقت آ گیا۔تیسیر الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم جلد ۳ ص ۱۱۵۔احیاالعلوم امام غزالی جلداول ص ۳۳۵طبع دارالاشاعت لاہور میں تحریرفرماتے ہیں مغرب مغرب کاوقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب نظروں سےاوجھل ہوجائے۔مگر یہ اوجھل سطح زمین پرمعتبر ہے۔اس صورت میں اتنی دیرانتظار کرنا چاہئے کہ افق پرسیاہی پھیل جائے۔
زیدابن ارقم صحابی رسول اکرمؐ سے روایت ہے **کنا نتکلم فی الصلواۃ یکلم الرجل صاھبہ** کہ ہم نماز پڑھتے تھے آنحضرتؐ کے پیچھے

اور ہم حالت نماز میں اپنے پاس والوں سے باتیں کرتے تھے۔تمام صحاح ستہ کی کتابوں میں اس کا ذکر مثلاً شرح صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلواۃ جلد دوم ص ۱۱۴۔صحیح بخاری جلد ۵ کتاب التفسیر القران ص ۱۶۲۔

مطرف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کے پیچھے نماز پڑھی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آج ہم کو حضرت علیؑ نے رسولؐ اللہ جیسی نماز پڑھائی۔شرح مسلم باب اثبات التکبیر جلد دوم ص ۲۰؛ مسند احمد جلد ۴ ص ۴۲۸، ۴۳۰، ۴۴۴؛ صحیح بخاری کتاب الاذان جلد اول ص ۲۰۰۔سنن ابی داؤد باب التکبیر جلد اول ص ۱۹۲۔

عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک عورت آنحضرتؐ کے پیچھے نماز پڑھنے آیا کرتی تھی جو خوبصورت تھی اور بہت خوب صورت لوگوں میں سے تھی بعض اصحاب آگے کی صف میں چلے جاتے تھے تا کہ اس عورت پر نظر نہ پڑے اور بعض پیچھے کی صف میں عمداً رک جاتے تھے جو عورتوں کے قریب ہوتی تھی جب یہ اصحاب جو پچھلی صف میں رہتے تھے رکوع کرتے تو اپنی بغل سے اُس عورت کو دیکھتے تھے تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی سورۃ الحجر ولقد علمنا المستقدمین منکم۔سنن الترمذی باب تفسیر سورہ الحجر ۳۵۸؛ مسند احمد ج ۱ ص ۳۰۵؛ السنن الکبریٰ البیھقی ج ۳ ص ۹۸ جمعہ کے دن جب رسولؐ اللہ خطبہ دے رہے تھے لوگ آنحضرت کو چھوڑ کر دوڑ پڑے بازار کی طرف اُن لوگوں میں ابوبکر اور عمر شامل تھے صرف بارہ لوگ رہ گئے تھے۔ترمذی جلد دوم باب تفسیر سورۃ الجمعۃ ص ۵۲۶ صحیح ابن حبان جلد ۱۵ ص ۲۹۸

۱۰۳ خالفه یا خلیفه۔ جاء اعرابی فقال انت خلیفة رسول الله فقال لا قال فما انت قال انا الخلفة

بعده: ایک اعرابی حضرت ابوبکر کی خدمت میں آیا اور پوچھا کیا آپ رسولؐ اللہ کے خلیفہ ہیں تو انہوں نے جواب دیا نہیں پھر اُس نے پوچھا کہ آپ کیا ہیں؟ جواب دیا میں خالفہ ہوں۔لسان العرب میں ہے کہ خالفہ وہ ہے جس سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو اور اس میں کوئی خیر نہیں یعنی (Good For Nothing) تاریخ ابن عساکر جلد ۱۹ ص ۴۹۷؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۳۱ سلسلہ ۳۵۷۰۸۔

۱۰۴ حضرت ابوبکر نے اپنے داماد زبیر بن العوام کو جاگریں عطا فرمائی ہیں ابن زبیر سے منقول کہ ہم معاویہ کے پاس گئے تو ہم سے معاویہ نے پوچھا مسلول زمین کیا ہوئی؟ میں نے جواب دیا وہ میرے پاس ہے۔اس پر معاویہ نے کہا کہ واللہ! میں نے اس ہبہ نامہ کو خود لکھا تھا جب حضرت ابوبکر نے زبیر بن العوام کے لئے دینا چاہا تو مجھ سے کہا لکھ دو جب میں لکھنے بیٹھا تو اچانک حضرت عمر آگئے۔جیسے ہی انھوں نے ہم دونوں کو دیکھا تو حضرت عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے کچھ راز کی بات ہو رہی ہے۔حضرت ابوبکر نے کہا ہاں۔جب حضرت عمر چلے گئے تو کاغذ ہم نے چھپا لیا تھا اس کو نکالا اور ہم نے جو لکھنا تھا وہ لکھ دیا۔السنن الکبریٰ البیھقی ج ۶ ص ۱۴۵؛ کنز العمال جلد ۳ ص ۹۱۳ سلسلہ ۹۱۵۰۔

۱ سی حدیث میں مزید ہے کہ حضرت ابوبکر نے اپنے داماد زبیر ابن العوام کو الجرف کی پوری وادی عطا کر دی تھی۔فتوح البلادان البلاذری (اردو) جلد اول ص ۱۸؛ معجم البلادان یاقوت حموی ج ۴ ص ۴۰۱۔

۱۰۵ **(معاذ اللہ) عن ابوهريرة أن رسول الله ﷺ قال : اذا نودى للصلاة أدبر الشيطان له ضراط حتى لا يسمع التاذين۔**
صحيح بخارى كتاب الاذان باب فضل التاذين: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ: فرمایا(معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ نے کہ جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پادتا ہوا (Releasing Gas) پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے پادتا اس لئے کہ پاد کی آواز اذان کی آواز پر حاوی ہوجائے تا کہ اذان کی اواز اُس کو یعنی شیطان کو سُنائی نہ دے تیسیر البخاری شرح صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان ص ۴۰۸۔اس حدیث کو تمام کتابوں میں تذکرہ کیا گیا۔

۱۰۶۔ غزوۂ حنین سے قبل آنحضرتؐ نے عبداللہ ابن ابی حدرد کو مخالف فوج کی حرکت کی قبر لانے بھیجا اور جب وہ واپس آ کر خبر دی کہ دشمن جنگ کا ارادہ کر چکے ہیں ہمیں اُن کی پیشقدمی کو روکنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔آنحضرتؐ نے عمر ابن خطاب کا بلایا اور ابن ابی حدّرد سے جو سُنا تھا اُس کا ذکر کیا، عمر ابن خطاب نے کہا کہ ابن حدرد غلط کہتے ہیں اس کا جواب ابن حدرد نے یہ دیا کہ ''اگر آپ نے مجھے غلط قرار دیا تو کیا بات ہے، آپ نے ہمیشہ حق کو جھٹلایا۔آپ نے تو ایسی ہستی کو بھی جھٹلایا (عربی میں کذ بتنی، ترجمہ میں اختلاف کیا لکھا) جو ہم سے بہتر ہے (اس سے آنحضرتؐ مطلب تھا)۔عمر ابن خطاب نے کہا یا رسولؐ اللہ! کیا آپ نے نہیں سُنا ابن حدرد کیا کہتے ہیں۔آنحضرتؐ نے فرمایا'' عمر تم غلطی پر ہو۔اللہ تمہیں سیدھا راستہ دکھائے''۔سیرۃ النبی ابن ہشام اردو جلد دوم ص ۵۲۶؛طبری اردو جلد ۲ ص ۴۲۱،عربی جلد ۲ ص ۳۴۶؛البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر عربی جلد ۴ ص ۳۱۷ (اردو ترجمہ سے یہ نکالدیا گیا)؛سیرۃ النبوۃ ابن کثیر ج ۳ ص ۶۱۴۔

۱۰۷ **عبدالله ابن عمر فسبه سبا سئيا ما سمعته سبه مثله** عبداللہ ابن عمر نے اتنی بُری گالی دی جو ابھی تک کسی نے سُنی نہیں تھی۔شرح مسلم نووی جلد ۲ ص ۵۴ **باب امر النساء الصليات**۔صحیح ابن حبان جلد ۳ ص ۱۳۰ اور جلد ۴ ص ۱۹۷؛فتح الباری ابن حجر جلد ۲ ص ۲۸۹۔

۱۰۸ میلاد النبی کے منانے پر وہابیوں کا یہ اعتراض کہ اسلام میں عید صرف دو ہیں ایک عید الفطر اور دوسرے عید الضحیٰ میلاد النبی کی عید بدعت ہے اس لئے کہ سوائے ذکر اللہ سبحانہ غیر کا ذکر جائز نہیں۔پہلے اعتراض کا جواب **قال عيسى ابن مريم اللهم ربنا انزل علينا مآئدة من السمآء تكون لنا عيدا الاولينا وا'خيرنا ۔** سورۃ مائدہ کی آیت ۱۱۴ ہے جس میں حضرت عیسیٰ نے اللہ سے دعا مانگی اے اللہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے خوان اُتار کہ ہمارے پہلے اور پچھلوں کے لئے عید ہو۔اگر مائدہ کے نازل ہونے سے عید ہوسکتی ہی تو نبی اکرم ﷺ جو رحمت العالمین اس نعمت کے آنے پر عید منانا عین مطابق قرآن ہے۔اب رہا ذکر تو اللہ تعالی مخاطب ہے نبی اکرم سے اور ارشاد فرماتا ہے کہ **ورفعنا لک ذکرک** سوۃ الانشراح آیت ۴۔ہم نے بلند کیا آپؐ کے ذکر کو۔

۱۰۹ **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ۔**

سورۃ النساء آیت ۱۵۲۔اور جولوگ ایمان لائے اللہ پر اوراس کے رسولؐ پر اور اُن میں کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے یہی وہ لوگ ہیں عنقریب اللہ اُنہیں اجر دے گا۔

۱۱۰ و كان ممن انكشفت يوم أحد ممن غفر له، یعنی حضرت عمر اُن لوگوں میں تھے جو اُحد کے دن بھاگ گئے تھے،لیکن خدا نے اُن کو معاف کر دیا۔ الفاروق شبلی نعمانی ص ۶۰ انساب الاشراف البلاذری جلد ۱۰ ص ۳۰۰ طبع دار الفکر بیروت۔

۱۱۱ **حدثنا عباس بن عبد الله البكسائي ، ثنا الفيض بن اسحاق عن الفضيل بن عياض أنه قال : أتدرون من الذى يتكلم بفمه كله، عمر بن الخطاب، كان يكسوهم اللين، ويلبس الخشن، ويطعمهم الطيب، ويأ كل خبزاً مغلوثاً ، و أعطى رجلاً عطاء وزاده ألفاً، فقيل له، لو زدت عبد الله بن عمر فإ ابنک و هو لذلک مستحق. فقال : هذا ثبت أبوه يوم أحد،ولم يثبت أبو هذا.**

انساب الاشراف جلد ۱۰ ص ۳۰۴ ۔طبع دار ال الفکر بیروت :یعنی خلاصہ یہ کہ جب اپنی خلافت کے زمانے میں لوگوں کے روزینے مقرر کئے تو ایک شخص کے روزینے دینے کی نسبت لوگوں نے کہا کہ اِن سے زیادہ مستحق آپ کے فرزند عبداللہ ابن عمر ہیں۔حضرت عمر نے فرمایا نہیں، کیونکہ اس کا باپ احد کی لڑائی میں ثابت قدم رہا تھا اور عبداللہ ابن عمر کا باپ (یعنی خود حضرت عمر) ثابت نہیں رہا تھا۔الفاروق ص ۶۰ ۔ چنانچہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کیونکہ معرکہ جہاد سے بھاگنا ایک ایسا ننگ تھا جس کو کوئی شخص علانیہ تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔اور دیگر یہ کہ عباس بن عبداللہ اور فیض بن اسحاق یہ دونوں راویان غیر معروف ہیں۔حالانکہ دونوں راویوں سے کئی روائتیں مروی ہیں الجراح والعتدال ج ۷ ص ۸۸۔

۱۱۲ نماز میں ارسال یدین کے سلسلہ میں قرآن مجید سورہ اعراف ۷ آیت ۲۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ قف وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ط كَمَا بَدَاَ كُمْ تَعُوْدُوْنَ۔

۱۱۳ جب رسولؐ اکرم نے ملیکہ بنت کعب سے عقد فرمایا جو حسن و جمال میں بے مثال تھیں عائشہ کو یہ بات نا گوار گزری۔ملیکہ کا باپ فتح مکہ کے وقت خالد بن ولید کے ہاتھوں قتل ہو چکا تھا اور ملیکہ کو اپنے باپ کے قاتل علم نہیں تھا۔چنانچہ عائشہ نے اس سے ملاقات کی اور کہا کہ تمہیں اپنے باپ کے قاتل سے نکاح کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ **أ لا تستحين أ ن تنكحي قاتل أبيک ؟** ملیکہ نے کہا اب کیا ہو سکتا میرا عقد تو ہو چکا۔عائشہ نے کہا کہ ایک صورت ہو سکتی ہے کہ جب آنحضرتؐ تمہارے ساتھ خلوت نشین ہوں تو اُن سے کہنا کہ میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اور رسولؐ اکرم نے اسے طلاق دے دی۔ طبقات بن سعد جلد ۸ ص ۱۴۸ حالات ملیکہ بنت کعب؛ تاریخ ابن کثیر البدایۃ والنھایۃ جلد ۵ ص ۳۲۰؛ اصابہ ابن حجر جلد ۸ ص ۳۲۰؛ تاریخ ابن عسا کر ج ۳ ص ۳۰۹؛۔

۱۱۴ استاذن ابوبکر علی رسول الکریم ﷺ فسمع صوت عائشة عالیا وھی تقول واللہ لقد عرفت ان علیا أحب الیک من أبی و منی۔ یعنی ایک روز ابوبکر حاضر ہوئے رسول ؐ کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل سُنا کہ عائشہ بلند آواز سے یعنی چیخ چیخ کے (صوت عالیا) سے آنحضرت ؐ کہہ رہی تھیں واللہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپ ؐ علیؑ کو مجھ سے اور میرے باپ سے زیادہ چاہتے ہیں۔
مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۲۷۵؛ مجمع الزوائد الھیثمی جلد ۹ ص ۱۲۷؛ فتح الباری جلد ۷ ص ۱۹؛ السنن الکبری النسائی جلد ۵ ص ۱۳۹۔
اب اس روایت کے بعد قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ پڑھئے:
سورۃ الحجرات آیت ۲ یآیھا الذین اٰمنوا لا ترفعوآ اصواتکمـ فوق صوت النبی ولا تجھروا له بالقول کجھر بعضکمـ لبعض ان تحبط اعمالکمـ وانتمـ لا تشعرون۔ اے مومنو نبی کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور نہ زور سے بولو جیسے تم ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہو، کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ رہے۔

۱۱۵ أتزعمـ أنک جرم صغیر = و فیک انطوی العالمـ الأ کبر کلام جناب امیر المؤمنین کہ اے انسان تو اپنے کو ایک چھوٹا سا کیڑا نہ سمجھ اسلئے کہ تجھ میں ایک عالم اکبر موجود ہے۔ تفسیر الصافی فیض کاشانی؛ کتاب الربعین الشیخ الماحوزی۔

۱۱۶۔ و اسمه العلی العظیمـ ھو أول اسمائه، ارشاد فرمایا امام علی ابن موسیٰ رضا نے کہ اللہ سبحانہ نے اپنا تعارف اول مخلوق سے یوں کیا کہ فرمایا میں علی اور عظیم۔ الکافی جلد ا ص ۱۱۳؛ التوحید ص ۱۹۲؛ شرح اصول کافی ج ۳ ص ۲۹۴،۲۹۶؛ بحار الانوار ج ۴ ص ۸۸ ص ۱۷۵؛ نور البراھین سید نعمت اللہ الجزائری ص ۴۶۲؛ تفسیر کنز الدقائق ج ا ص ۶۱۰۔

۱۱۷۔ رأیت فی الجاھلیة قرداً اجتمع علیھا قرة قد زنت ورجمتھا معھمـ۔ عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندر کو دیکھا جس نے زنا کیا تھا۔ تمام بندر جمع ہوئے اور اُسے سنگسار کیا اور اُن کے ساتھ میں بھی سنگسار کیا۔ صحیح بخاری (اردو) جلد ۲ کتاب المناقب پارہ ۱۵ ص ۴۹۴؛ الاصابۃ حالات عمرو بن میمون جلد ۵ ص ۱۲۰۔

۱۱۸ ان ھلال ابن امیة رضی اللہ تعالی عنه قذف أمراته بشریک ابن سحمآء وکان اخا البرآء ابن مالک لا مه فکان اول رجل لاعن فی الاسلام و قال رسول ﷺ ابصروھا فان جآئت به ابیض سبطا قضییءَ العینین فھو لھلال ابن امیة وان جآئت به اکحل جعدا حش الساقین فھو لشریک بن سحمآء قال فانبئت انھا جائت به اکحل جعداًحمش الساقین۔
ھلال بن امیه (صحابی رسول ؐ) نے نسبت کی زنا کی اپنی بیوی کو شریک بن سحماء صحابی رسول ؐ (یہ بھی صحابیہ رسول ؐ تھی صحابیت کی تعریف یہ ہے کہ جو بھی مسلمان رسول ؐ کو اُن کی حیات میں دیکھے وہ صحابی ہے) ہلال بن امیہ براء بن مالک صحابی کے مادری بھائی تھے۔ پھر دونوں نے لعان کیا (ایک دوسرے پر لعنت کی کہ جھوٹے پر عذاب ہو، اس لئے دیکھنے والا صرف شوہر تھا بغیر کوئی گواہ کے)۔ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کو دیکھو اگر اس کا بچہ سفید رنگ کا سیدھے بال والا لال آنکھوں والا پیدا ہوا تو وہ ہلال بن امیہ کا ہے اور اگر سرمئی آنکھوں والا گھونگر بال والا پتلی پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو وہ شریک بن سحماء کا ہے، انس نے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ اۃ عورت کا لڑ کا سرمئی آنکھوں والا گھونگر بال پتلی پنڈلیوں والا پیدا ہوا یعنی یہ شریک بن سحماء کا بچہ تھا۔ قیافہ سے پتہ چلتا ہے کہ شریک کا رنگ کالا تھا اور ہلال کا رنگ سفید تھا۔ اس حدیث کو لکھا ہے۔ شرح صحیح مسلم (اردو) جلد ۴ کتاب اللعان ص ۱۳۳؛ اس حدیث کو تفصیل سے سنن نسائی (اردو) جلد دوم **كتاب الطلاق باب كيف اللعان** ص ۵۰۱ اور ۵۰۲؛ سنن ابن ماجہ (اردو) جلد اول باب اللعان ص ۵۷۶؛ اور مزید تفصیل کہ یہ کب اور کیسے ہوا سنن ابی داؤد (اردو) جلد دوم باب اللعان ص ۲۰۴ تا ۲۰۷۔ حد یہ ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ یہ لڑکا جب بڑا ہوا تو مصر کا امیر ہوا اور اُس کو اس کے باپ کے نام سے نہیں پکارا جاتا تھا۔ یہ رہی تعاویل اُس موضوع حدیث کہ میرے اصحاب نجوم کی طرح ہیں اور پورے عادل ہیں۔ زنا محصنہ پھر بھی عادل رہے۔

۱۱۹ **فلو جامعها بخرقة على ذكره لا تثبت الحرمة كما في الخلاصة۔** اگر عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر جماع کیا جائے تو اُس پر حرمت محاصرت (سسرال کی) ثابت نہیں ہوتی۔ یعنی بغیر کپڑا لپیٹ کر جماع کرنے سے عورت کی ماں بہن وغیرہ از روئے شرع حرام ہو جاتے ہیں۔ مگر کپڑا لپیٹ کر وطی کرے تو اُس عورت کے ماں بہن یہ سب حرام نہیں۔ کنز الدقائق شرح بحر الرائق۔ ج ۳ ص ۱۷۵ (میرے کمپیوٹر پر ج ۳ ص ۱۷۵)

۱۲۰ **فقال النبی ﷺ لا فبكى على فقال له اما ترضىٰ ان تكون منى بمنزلة هارون من موسىٰ الا انه ليس بعدى نبى انه لس ينبغى ان اذهب الا وانت خليفتى:** رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں ہے کہ تم میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ کے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مجھے یہ مناسب نہیں ہے بجز اس کے کہ تم میرے خلیفہ ہو۔ ازالۃ الخفاء ج ۴ ص ۴۴۷ تا ۴۴۸؛ خصائص النسائی ص ۶۴؛ مجمع الزوئد ھیثمی ج ۹ ص ۱۲۰۔

۱۲۱ زکواۃ۔ لفظ زکواۃ کی تعریف میں یہ ہمیشہ تصور رہتا ہے کہ صرف آمدنی اور نصاب کا چالیسواں حصہ یا خمس وغیرہ۔ حالانکہ آیات زکواۃ مکی ہیں اور زکواۃ کا حکم ہجرت کے دو سال کے بعد شروع ہوا۔ زکواۃ لفظ کئی معنی رکھتا ہے۔

چنانچہ سورہ الکھف (۱۸) آیت ۸۱

فاردنا ان يبدلهما ربهما خيرا منه زكوٰة و اقرب رحما۔ پس ہم نے ارادہ کیا کہ ان دونوں کو اُن کا رب بدلہ دے (اولاد پاکیزہ) جو اس سے بہتر شفقت میں زیادہ ہو۔

سورہ مریم آیت ۳۱

اوصٰنى بالصلوٰة والزكوٰة ما دمت حيا۔ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے وصیت کی گئی کہ جب تک میں زندہ ہوں نماز کا اور زکواۃ کا۔

سورة حم السجده آیت ۶

وويل للمشركين الذين لا يوتون الزكوٰة و هم بالاٰخرة هم كٰفرون۔ خرابی ہے مشکوں کے لئے وہ جو زکواۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔

۱۲۲ قرآن کے حروف نقطوں سے بے نیاز رہے، اہل عجم جو عربی سے ناواقف تھے اُن کے لئے بغیر نقطوں کے قرآن کی قرأت میں اختلاف پیدا ہوگیا۔اورخلافت نے ابوالاسود(ظالم بن عمرو بن سفیان) کومقرر کیااور اتفاق کی بات ہے کہ ابوالاسود نے جناب امیرؑ ہی سے اس فن کوحاصل کیا تھا۔چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی اس کا ذکر تہذیب التہذیب حالات جلدسوم سلسلہ ۴۳۳۳ ''ظالم بن عمروؔ'' میں لکھتے ہیں۔**اول من وضع العربية و نقط المصاحف ابو الاسود وقد سئل ابو الاسود عمن نهج له الطريق ، فقال تلقيته عن امير المؤمنين على ابن ابى طالب۔** اول جس نے عربی زبان کی صرف ونحو کوتشکیل دیااور قرآن میں حروف پر نقطے لگایا وہ حضرت ابوالاسودؓ ہیں۔جب اِن سے پوچھا کہ تم کو یہ طریقہ کس نے بتلایا تو اُنھوں نے جواب دیا امیرالمؤمنین علیؑ ابن ابی طالب نے۔یہ ابوالاسود جمل اورصفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ میں شریک رہے۔تہذیب التہذیب میں سلسلہ ۸۲۲۱ میں ان کا ذکر ہے۔ابن خلکان اپنی تاریخ جلداول ۴۲۱ **وقيل لأبی الأسود من أين لک هذا العلم يعنون النحو؟ فقال لقنت حدوده من على ابن ابى طالب** ابوالاسودؓ سے جب پوچھا گیا کہ تم نے یہ علم النحو کہاں سے سیکھا؟ تو اُنہوں نے جواب دیا علیؑ ابن ابی طالب سے۔اس کے عمل میں لانے کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ انہوں نے کسی کو یہ آیت کریمہ **اَنَّ اللّٰہَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۙ وَرَسُوۡلُہٗ** سوره التوبة آيت ۳۔

۱۲۳ **هو تعين الخليفة بعده** حضوراکرمؐ کا تحریر کرنے کے اظہار جوفرمایا اُس کا مقصد اپنے بعد کے خلیفہ کاتعین کرنا تھا۔علامہ ابن حجر اپنی شرح فتح الباری الجزء ۸ ص ۱۰۱ باب مرض النبی ﷺ میں لکھتے ہیں۔

۱۲۴ **اراد ان ينص على اسامى الخلفاء بعده حتى لا يقع بينهم الاختلاف** آنحضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے بعد کے خلفاء کے نام مقرر کردیں اور لکھوادیں تا کہ باہمی اختلاف نہ ہو۔شرح فتح الباری علامہ ابن حجر الجزاول ص ۱۸۶ باب کتاب العلم۔

۱۲۵ **و د اختلف العلماء فى الكتاب الذى هم النبى فقيل اراد ان ينص على الخلافة فى انسان معين لئلا يقع نزاع و فتن۔** علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کیا لکھنا چاہتے تھے؟۔اغلب یہ ہے کہ آپ کا ارادہ تھا کہ خلافت کے لئے ایک آدمی مقرر کردیں تا کہ تنازعہ وفتنہ نہ ہو۔شرح مسلم عربی ج ۱۱ ص ۹۰ کتاب الوصیت؛اردو شرح مسلم ج ۴ ص ۲۶۰ تا ۲۶۱

۱۲۶ **أن ابن الزبير خطب أربعين يوما لا يصلي علىٰ النبیؐ وقال لا يمنعينى أن أصلى عليه إلا أن تشمخ رجال بأنها فها۔** عبداللہ ابن زبیر ۴۰ دن خطبہ دیا مگر آنحضرتؐ پر درود نہیں پڑھا اور کہا مجھے آنحضرت ﷺ وآلہ پر درود سے صرف یہ بات روکتی ہے کہ اس سے کچھ مردوں کی ناک اونچی ہوجائے (اس کا اشارہ بنی ہاشم کی جانب تھا) یعقوبی عربی ج ۳ ص ۸۷ مسعودی ج ۵ ص ۱۶۴؛ سمط النجوم العوالی ج ۳ ص ۲۳۷ عبدالملک بن حسین بن عبدالملک الشافعی العاصمی المکی متوفی ۱۱۱۱ھ

۱۲۷ **عن ابو هريره دخلت على رقية بنت رسول الله امرأة عثمان و بيدها مشط فقلت خرج رسول الله ﷺ وآله من عندى آنفا عجلت شعره فقال كيف تجدين ابا عبد الله يعنى عثمان قالت بخير قال اكرميه فانه من اشبه اصحابى خلقا۔**
ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں رقیہ دختر رسول اللہ ﷺ وآلہ کے یہاں گیا جو عثمان کی زوجہ تھیں اس وقت اُن کے ہاتھ میں کنگھا تھا۔ رقیہ کہنے لگیں ابھی ابھی رسول اللہ میرے یہاں سے اُٹھ کر گئے ہیں میں نے اُن کے بالوں میں کنگھا کیا اور انھوں (یعنی آنحضرت ﷺ) نے پوچھا کہ تم نے ابوعبداللہ یعنی عثمان کو کیسا پایا ہے؟ رقیہ نے کہا بہت خوب پایا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اِس کی عزت کرو کہ وہ اخلاق میں سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہے۔ مستدرک حاکم ج ۴ ص ۵۲ (ابو ہریرہ ۸ ہجری میں مسلمان ہوئے اور رقیہ بدر کی جنگ کے فوراً بعد فوت ہو چکی تھیں)۔ معجم کبیر طبرانی ج ۱ ص ۷۶؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۲۰ سلسلہ ۳۶۱۹۷ اور اس حدیث کی رد کے ساتھ؛ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۹۷-۱۱۵ اور کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔

۱۲۸ **يغلق بابه و يمنع خيره ويدخل عابسا ويخرج عابسا۔** یہ عمر ابن خطاب کے بارے میں ہے جب انھوں نے عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ام ابان کو نکاح کا پیغام بھیجا اس عورت نے بھی جو ہندہ کی بہن اور معاویہ کی خالہ تھی اس رشتہ کو یہ کہہ کر رد کر دیا۔ خیر کے لئے اس کے (عمر) گھر کا دروازہ بند رہتا ہے اور گھر میں جب گھستا ہے تو تیوری چڑھی ہوئی رہتی ہے گھر سے نکلتا ہے تو تیور بگڑے ہوئے۔ طبری ج ۳ ص ۲۷۰ (عربی) کامل ج ۳ ص ۵۵؛ البدایۃ والنھایۃ ج ۷ ص ۱۵۷

۱۲۹ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حجاج ثنا شريک عن الأعمش عن الفضيل بن عمرو قال أراه عن سعيد بن جبير عن بن عباس قال تمتع النبي صلى الله عليه وسلم فقال عروة بن الزبير نهى أبو بكر وعمر عن المتعة فقال بن عباس ما يقول عرية قال يقول نهى أبو بكر وعمر عن المتعة فقال بن عباس أراهم سيهلكون أقول قال النبي صلى الله عليه وسلم ويقول نهى أبو بكر وعمر ۔ مسند امام احمد جلد ۱ ص ۳۵۸۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ وآلہ نے متعہ کیا تھا۔ پس عروہ بن زبیر نے کہا ابوبکر اور عمر نے متعہ سے منع کیا۔

۱۳۰ باب الحائض تترک الصوم والصلاة وقال أبو الزناد إن السنن ووجوه الحق لتأتي كثيرا على خلاف الرأي فما يجد المسلمون بدا من اتباعها من ذلک أن الحائض تقضي الصيام ولا تقضي الصلاة ۔ بخاری کتاب الصوم ج ۳ ص ۱۷۲۱۱۲۔ کئی امور قیاس اور عام فہمی کے خلاف ہیں چنانچہ نماز جو سب سے افضل ہے اُسکی قضا عورت کے لئے ادا واجب نہیں مگر روزے کی ادا واجب ہے۔

۱۳۱ **وأول مِجْمر سطَع في المُتعة مجمر آل الزبير .فسل أمک عن بردي عوسجة۔** یہ ابن عباسؓ نے عبداللہ ابن زبیر سے کہا کہ متعہ کی آگ سب سے پہلے آل زبیر نے سلگائی۔ جاؤ تم اپنی ماں سے عوسجہ کی چادروں کے بارے میں پوچھو۔ انساب الاشراف جلد ۴ ص ۵۶، العقد

الفرید ج۴ ص۸۵، جمهرة خطب العرب احمد زکی صفوت ج۲ ص ۱۲۷

۱۳۲ و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قرین۔سورة الزخرف ۳۶۔اور جو کوئی اللہ کی یاد سے دور ہو جائے تو ہم مسلط کردیتے ہیں اُس کے لئے ایک شیطان تو اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔

۱۳۳۔ اُف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون۔ سورة الانبیآء آیت ۶۷۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم جس میں آذر (چچا) شامل تھے فرمایا کہ تم پر تف ہو! ان بتوں کو اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو۔ اگر آذر باپ ہوتا تو حضرت ابراہیم لفظ اُف نہیں فرما سکتے۔ اس لئے کہ سورۃ الاسرا آیت ۲۳ میں اولاد کو ماں اور باپ کی شان میں: او کلهما فلا تقل لهما اُف و لا تنهر هما و قل لهما قلا کریما۔ تو اُنہیں نہ کہو اُف اور نہ انہیں جھڑکو اور اُن سے ادب کے ساتھ بات کرو۔

۱۳۴۔ الأیة (و فاکهة وأبّا) فقال أبی بکر أي سماء تظلني وأي أرض تقلني إن قلت في کتاب اللہ مالا أعلم۔ ابوبکر سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ آسمان مجھے سایہ نہ دے گا اور زمین مجھے اپنے پیٹھ پر نہ اُٹھائے گی اگر میں وہ کہوں کتاب اللہ سے جس کا مجھے علم نہ ہو۔ قرأ عمر ابن خطاب (عبس وتولی) فلما أتی علی هذا الأیة (و فاکهة وأبّا) قال قد عرفنا الفاکهة فما الأب فقال لعمرک یابن خطاب ان هذا لهو التکلیف۔ عمر ابن خطاب جب سورہ عبس کی تلاوت کی اور یہاں تک پہنچے تو کہا: فاکهة کو تو ہم جانتے ہیں لیکن یہ ابّ کیا چیز ہے؟ پھر خود ہی فرمایا: عمر اس تکلیف کو چھوڑ۔ اس کا ذکر تمام مفسرین نے اس آیت کریمہ کے ذیل میں کیا۔ تفسیر قرطبی جلد ص ۳۵ نے حضرت علیؑ کے اس قول کو دھرایا کہ سلونی فو اللہ لا تسألونی عن شئی یکون الی یوم القیامة الی حتثتکم به۔

۱۳۵ حسان بن ثابت صحابی اور شاعر رسولؐ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور صحابہ کے سامنے ہندہ معاویہ کی ماں اور ابوسفیان کی زوجہ کی ہجو میں اور اسکے شوہر ابوسفیان کی ہجو میں اشعار کہے۔ اس کے چند اشعار یہ ہیں۔

أشرت لکاع و کان عادتها::لؤما إذا أشرت مع الکفر
لعن الا له و زوجها معها::هند الهنود عظیمة البظر
أخرجت مرقصة إلی أحد::فی القوم مقتبة علی بکر
ونسیت فاحشة أتیت بها::یا هند ویحک سبة الدهر
فرجعت صاغره بلا ترة::منا ظفت بها ولا نصر
زعم الولا ئد أنها ولدت::ولدا صغیرا کان من عهر

اُس زنا کارہ نے نعرہ کیا اور کمینہ پن کی اس کی عادت ہی تھی جبکہ باوجود کفر کے نعروں کے اللہ نے اس پر اور اس کے شوہر پر لعنت کی ہے، اس بدذات ہندہ پر جس کی شرمگاہ دراز تھی تو حملہ کرتی تھی اور جھپٹتی تھی۔ اے ہندہ! پھٹکار ہو تجھ پر کیا تو اپنی اس حرکت بھول گئی جو تجھ سے صادر ہوا جو ہمیشہ کے لئے تیرے لئے سب شتم کا باعث ہے۔ بچہ جننے والی عورتوں کا گمان ہے کہ ہندہ ایک بچہ جنی جو زنا سے پیدا ہوا۔ (عربی) تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۰۵ حلات غزوہ احد (اردو ترجمہ سے یہ نکالدیا گیا ہے) سیرہ ابن ہشام (اردو) ج ۲ ص ۷۷ میں صرف پہلا شعر لکھا اور لکھتا ہے کہ: ابن ہشام نے کہا کہ یہ ان اشعار میں سے ہے جنھیں میں نے یہاں اس لئے بیان نہیں کیا کی ان میں بڑی سخت

باتیں کی گئی ہیں، اس قسم کے اشعار حسان نے اور بہت کئے ہیں جن کا قافیہ دال اور ذال ہے۔

١٣٦ و كان معاوية يعزي إلي أربعة، إلي مسافر بن أبي عمرو، وإلي عمارة بن الوليد، ، و إلي العباس بن عبدالمطلب، إلي الصباح ۔
معاویہ ! کی ولدیت چار شخصوں کی طرف منسوب تھی۔ مسافر ابن ابی عمر؛ عمارہ ابن الولید ابن مغیرہ، عباس ابن عبدالمطلب ، اور صباح۔
ربیع الابرار زمخشری متوفی ۵۳۸ھ جلد ۴ ص ۲۵۲ طبع موسسۃ الاعلمی بیروت۔

١٣٧ قال ابن عبد البر فی الاستیعاب :طائفته تری انه کهفا للمنافقین منذ اسلم و کان فی الجاهلیته ینسب إلی الزندیقة:
ابوسفیان کے بارے میں ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت میں ہے وہ اسلام لانے کے بعد بھی منافقوں کی جائے پناہ بنا رہا اور زمانہ جاہلیت میں تو یہ زندیق تھا ہی۔

اس استیعاب میں عبدالبر لکھتے ہیں کہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ میں ابوسفیان کو جنگ یرموک میں دیکھا کہ جب رومیوں کا غلبہ ہوتا تھا تب یہ ابوسفیان کہتا تھا: واہ بنی اصفر تمہارا کیا کہنا اور جب مسلمان اُنہیں پیچھے ہٹا دیتے تھے تو کہتا فرمانروایان روم تو اصل میں عیسائی ہی ہیں۔ افسوس اب ان کی یاد باقی نہیں رہ جائیگی۔ جب ابن زبیر نے مسلمانوں کی فتح کے بعد اس بات کا تذکرہ اپنے باپ زبیر سے کیا تو زبیر نے کہا اللہ اُسے ہلاک کرے وہ بجز نفاق کے ہر چیز سے انکار کرتا ہے۔ قاتله اللّٰه يأبى إلا نفاقاً۔ الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت: اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۱۶ حالات ابوسفیان۔

١٣٨ اور جب بعد رسول اکرم ﷺ و آلہ ثقیفہ کی کاروائی کے بعد ابوبکر خلیفہ بن گئے تو یہ ابوسفیان حضرت علیؑ کے پاس آیا اور کہا: **أغلبكم على هذا الأ مر أقل بيت في قريش أما والله لأ ملأ نه خيلا و رجالا إن شئت**: ایک ذلیل طبقے کی شخص کو بنا دیا گیا واللہ آپ حکم دیں تو مدینے کی گلیوں کو آدمیوں اور فوج سے بھر دوں گا۔ حضرت علیؑ فرمایا دور ہوا ودشمن اسلام! تجھ کو سلام سے کب محبت رہی۔ الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت

١٣٩ الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت کہ یہ ابوسفیان خلافت عثمان میں آیا اور عثمان سے کہنے لگا **بعد تيم و عدي فأدرها كالكرة واجعل أتاها بني أمية هو الملك ولا أدري ما جنة ولا نار** حکومت تمہارے پاس بنی تیم (یعنی ابوبکر) بنی عدی (یعنی عمر ابن خطاب) کے بعد آئی ہے پس اس کو گیند کی طرح لڑکاؤ اور بنی اُمیہ اس کی بنیادیں قرار دو۔ یہ تو فقط بادشاہی ہی ہے، میں نہیں جانتا کہ جنت کیا ہے اور دوزخ کیا ہے۔

۱۴۰ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت۔ولہ أخبار من نحو هذا ردیة ذکرها أهل الأخبار لم أذکره۔ وفي بعضها ما یدل علی أنه لم یکن إسلامه سالما عبدالبر لکھتے ہیں اسی طرح کی اور باتیں ہیں جن کا ذکر محدثین نے کیا ہے میں اُنہیں چھوڑے دیتا ہوں۔ بعض خبریں تو ابوسفیان کے متعلق ایسی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے اس کا اسلام ہی سالم نہیں تھا۔

۱۴۱ جب حضرت عباسؓ عم رسولؐ اکرم ابوسفیان کو لے کر آنحضرت ﷺ وآلہ کی خدمت میں لے آئے تو ابوسفیان کلمہ پڑھنے کے بہانے بنانے لگا۔جس پر حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا فوراً کلمہ شہادت پڑھ قبل اس کے کے تیرا سر کٹ جائے۔ ویلک اشهد شهادة الحق قبل أن تضرب عنقک۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت

۱۴۲۔ ایک دن عمر ابن خطاب منبر پر سورہ نحل کی یہ تلاوت کی۔او یاخذهم علی تخوف۔اور مجمع سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہ تخوف کے کیا معنی ہیں قبیلہ ہذیل کا ایک شخص اُٹھا اور کہا اس کے معنی نقص اور کمی کے ہوتے ہیں۔التسهیل لعلوم التنزیل محمدبن احمد الغرناطی متوفی ۷۴۱ھ دار الکتب العربی لبنان جلد ۲ ص ۱۵۴۔